[illegible]

مجموعہ ... اور ... بیان ... احمد خانصاحب ...

رفیق جناب نواب غلام بابا خانصاحب بہادر

رئیس بندر سورت ملک گجرات کا

... کے گلدستہ ... تھی ...



مقام لکھنؤ کی بزم مشاعرہ کی طرح کی غزلیں

بحکم ترتیب منشی انوار حسین تسلیم و نواب محمد حسن خانصاحب عشق ...

اور کانپور کی طرح کی غزلیں بھی

لکھنؤ کی بزم مشاعرہ کی ذیل میں مندرج ہوکر

مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ میں چھاپا گیا

سنہ ۱۸۷۲ع





بسم اللہ الرحمن الرحیم

و نصلی علی رسولہ الکریم



سیر وافی الارض نے دل تماشا دوست کو گدایا السفر وسیلۃ الظفر نے شعلۂ شوق بھڑکایا
ادھر جوانی و لولہ جوش ادھر خود کامی جلوہ فروش نئی ترنگوں کا شور نئی امنگوں کا زور
واہی افواہیں جو کان میں پڑی تھیں لوٹ کی کیل سی دلمیں گڑی تھیں نہ بیٹھے چین نہ گھڑی
قرار قرار ہشکل فرار راحت جراحت میں پائی زحمت رحمت نظر آئی پریشانیوں کی
جمعیتوں کا ہجوم ہوا استقلال طبیعت بوردی میں معلوم ہوا طرز سپند آتش زیر پا اپنا
انداز نکہت خانہ بدوش دلکو بھایا شوق سیر جزائر عرب و عجم نے بے پروں اوڑایا ہر جگہ نیا دانا
نیا پانی قسمت نے عطا فرمایا کہیں شادی کا رنگ دیکھا کہیں غم کا ڈھنگ دیکھا کہیں عسرت
قاطع الطریق ہوئی کہیں عشرت شفیق رفیق ہوئی یہ بھی اک قصہ پر درد ہے جسکی بسم اللہ آہ سرد ہے
ہنوز وہی سمان آنکھوں میں بسا ہوا تھا کہ بار دیدم و گر بار ہوس ست سے دل لگا ہوا تھا کہ دفعتاً
مانند قطرہ گھر کو چھوڑا یگانہ بیگانہ سے رشتۂ الفت توڑا اکثر بلاد نامی ملک شرقی و غربی جنوبی
و شمالی ہند واقع ملک دکن و سندہ و پنجاب و بنگالہ وغیرہ زیر پای سیاحت لایا عجیب واقعات
غریب حادثات دیکھے جیسا چاہیے ویسا ان تماشوں کا حظ اوٹھایا گرم و سرد زمانہ نے کہیں
دل جلایا کہیں کلیجہ ٹھنڈا کیا کہیں نشیب و فراز دار بیدار کا چڑہاو اوتار دیکھا اگر اس اجمال کی
تفصیل قلم میں آئی ایک دوسری کتاب تیار ہو جائے الا گرمی ہوا سے کاشمیر نے دل کو سرد
کر رکھا تھا اور کوئی موقع گلگشت اوس سرزمین کا ہاتھ نہ آتا تھا کہ آغاز سال [illegible] عیسوی میں
سراپا خلق و مروت صاحب محبت و فتوت احباب نواز اخلاص پرداز عالی ہمم والا کرم

مشہور وبہر معروف روزگار منشی نولکشور مالک مطبع اودہ اخبار کہ بارہ برس سے یعنے سفر
اولین سے میرے حال پر توجہ خاص فرماتے ہین صرف اتحاد وبذل وداد سے بندہ احسان
بناتے ہین قدردانی مین معروف فیض رسانی مین موصوف ہین تہ دل سے رضاجوئی احبا و اخلا مین
مصروف ہین بڑے مرد ہین یارون کے ہمدرد ہین سچ تو یہ ہے کہ خوبیون مین فرد ہین
بتقریب شادی ختنہ صاحبزادگان بلند اقبال پشت پناہ دولت قوت بازوے اجلال
جناب مستطاب معلی القاب والا دستگاہ عالم پناہ رفیع الشان منیع المکان حاتم جود معن نوال
یحیی کرم ابر دست دریادل کوہ قدم نواب نامدار بابا خان صاحب بہادر رئیس اعظم بندر
مبارک سورت تشریف لائے مشتاق بے نفاق مدعا جوئی و مطالب قلبی خاطر خواہ برآئے
وعدہ سیر کشمیر کا جولائی مین قرار دیکر بندہ کو ملاقات ثانی سے برسون کی دبی ہوئی آگ بھڑکائی
چنانچہ ماہ مذکور مین بذریعہ تار برقی خبر دی کہ آتے ہین تیار ہون دیر نہ لگائی ہرچند دوری
آستانہ فیض نشانہ آقاے نامدار نواب صاحب مسبوق الاوصاف نہایت دشوار تھی طبع
نازک پر کہ مدت دراز سے لذت یاب حضوری کا تھا سخت ناگوار تھی اور ہر ممدوح عالی گہر
والا نژاد ممانعت سفر پر گرم استبداد کلمہ پند و نصیحت ارشاد فرماتے بھولی ہوئی مصیبت سفر
یاد دلاتے الا شوق زنجیر گسل نے ہاتھ نہ چھوڑا ناچار آستانہ سے منہ موڑا - بارہ اگست سنہ الیہ
در دولت کو خیرباد کہکر راہ لی احبا و اخلا کو بوعدہ زود آمدن تسلی دی پہلے روز بحضور فیض موفور
ساطعۃ النور کرم ظہور مطلع اکرام و افضال منبع دولت و اقبال مہر ضمیر ثریا جاہ ماہ خدم کیوان نشان
حضرت نواب سیدی ابراہیم محمد یاقوت خان مبارز الدولہ نصرت جنگ بہادر دام اقبالہ والی قلعہ
سچین حاضر ہوا اخلاق کریمانہ و اشفاق بزرگانہ خدام عالی مقام ہر محل و موقع پر ظاہر ہوا
دوسرے روز بمبئی پہونچا میر ابن حسن صاحب ایجنٹ منشی صاحب سابق المدح نے
شان حسن خدمتی کو چمکایا اپنے آقا سے بڑھ کر تعظیم کا جلوہ تکریم کا کرشمہ دکھایا جناب
قمرالدین صاحب وکیل ہائیکورٹ نے دعوت امیرانہ و جلسہ دوستانہ سے خرسند کیا
زبان ناطقہ شکرگذاری کو بند کیا - پندرہ ماہ مسطور گیارہ بجے ریل پر سوار ہوا سترہ کو چھ بجے
کانپور مین پہونچا منشی صاحب کے مطبع مین حضر معلوم ہوا کہ میرا انتظار روز روز دراز دستا ونیز

شکستہ پائی ٹھہرا کر تشریف لے گئے خانۂ کم فہمی تباہ یہہ مین نہین کہتا کہ مجکو دہوکا دیگئے
سیاہات غم کی رات ایک نین تھا اور سارے عالم کا قلق دلمین درد چشم تر رنگ فق ہردم
بیا خیال تہا رنج تہا ملال تہا ویرانخانہ ویران خانہ تہا بدتر از زندان کاشانہ تہا کبھی سسکیونسے
روتا کبھی چپکے چپکے جی کڑھتا کبھی چپ رہتا کبھی یہ کہتا حیف دیر کی آنے مین جلدی نہ کی جانے مین
کیا تھا کیا ہوا اسے فکر و ذکر مین کہ گھڑیالی نے دس بجائی میری شب غم کی دقیقے درجے گھٹائی
منشی صاحب معہ قافلہ کہ جو ہمراہ تلو ہتی ساتھ لیگئے تھے بسبب کثرت بارش و ناہمواری راہ
بند ہونیے ریل سے واپس آئے وہ کیا آئی تن بیجان مین جان آئی گئی ہوئی نوم پائی چار روز
قیام کیا ہر شب کو جلسۂ رقص و سرود مین تمام کیا ایک ملازم مطبع خوش طبع ظریف
شیرین زبان صاحب تصنیف شاہ میرخان عرف مجھلے صاحب رعایت تخلص کو میری
رفاقت مین مامور فرمایا وہان سے لکھنؤ آیا تین مہینے ٹھہرایا سیر چشمی سبحان اللہ منش بزرگ
واہ واہ حوصلہ کی تنومندی ہمت کی بلندی بات بات مین انضباط لوازم و احتیاط
مراسم کی پابندی ملاقات مین رات دن تکلف کے نئے ٹھاٹ دکھاتی نئو نئو طرح سے
میرے دل کو بھلاتے ہر روز روز عید ہر شب شب برات صبح و شام اکابر شہر کی ملاقات
تواضع کوشی کا شیفتہ کیا مدارات جوئی کا فریفتہ اگر حضرت نوح کی عمر پاؤن شکر مہمان نوازی
ادا نکر سکون اس بیان کی شرح اگر مختصر سے مختصر ہو بالیقین مطول سے بھی کسی قدر بڑھ کر ہو یہ داستان
حد سے متجاوز ہے کہ قلم و زبان ایک جملہ کے ادا مین عاجز ہے نہ ہاتھ مین طاقت تحریر کی
نہ زبان مین طاقت تقریر کی اس اثنا مین جناب ہلال رکاب قمر خدم صاحب الجود والکرم
راجہ محمد امیر حسن خانصاحب بہادر رئیس محمود آباد نے کہ راجگان اودہ کے طرہ دستار ہین
نہایت سنجیدہ و کریم و ہوشیار ہین پیر رای جوان بخت ہین لایق تاج و تخت ہین جو آستانہ
ہمایون پر آتی ہین محروم نہین جاتی ہین کمال عزت و عمدہ منزلت کے واسطے طلب فرمایا
ہر محل پر نشان ریاست و بلند نامی کا جلوہ دکھایا پالکی سواری کو سوار و چپراسی خدمت گذاری کو
پیچھے خاص کمرہ مین جگہ دی بنفس نفیس دمبدم اپنے مہمان کی خبر لی نواب راحت علیخان صاحب
برادر خالہ زاد راجہ صاحب بھی جلد جلد تشریف لاتے خاطر داری و دلجوئی کا دقیقہ فروگذاشت

نہ فرماتے راجہ صاحب اوس اخلاق سے پیش آئے کہ دور تھا گمان سے وہ تکلف کئے کہ باہر ہین بیان سے
بہزار اصرار چوتھے روز رخصت فرمایا قصہ مختصر عین بارش و جوش سیلاب مین کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا
خواب مین طوفان نوح کا نمونا تھا بلکہ اوس سے بھی دونا تھا اللہ تعالیٰ جان بچائی جاتے لکھنؤ کی
صورت دکھائے پھر وہی ہم وہی منشی صاحب وہی جلسہ وہی مصاحب تماشی شہر کی عجائبات
کی لطف تازہ یارون کی ملاقات کی چوبے گنیش پرشاد صاحب وکیل عدالت نے
کہ نہایت ذی شعور ہین زبان انگریزی مین فصیح و بلیغ مشہور ہین صاحب تمیز ہین ہر دل عزیز
ہین سینہ صاف ہے زیادہ آئینہ سے کوسون دور ہین کینہ سے فرید اخلاق و فرد محبت سے
دوبار بزم نشاط منعقد فرمائی بی گوہر جان نے وہ رقص و سرود کی کیفیت دکھائی جو کبھی سننے مین بھی
نہ آئی بندادین کالکا کتھک کو جنکی سرونگی شاد نے ہر جلسہ کے ہیئت ترکیب سے نواب بیگم بھوپال کو
اپنا گرویدہ تھا بلوایا اور بھی دیگر نقال نامی مثل بھلونا وغیرہ اور طوائفون کو بھی طلب فرمایا ایک
نے اپنا کمال دکھایا آوازین وہ نرم نرم جن سے ساری محفل گرم ادائین وہ کہ جو دل کو
بھائین تانین وہ کہ جو جانکو کھینچ لائین۔ اسی مدت قیام مین اکثر شعرا نامی گرامی سے ملاقات
ہوئی دل سخن پرست و طبع سخن دوست کو پسند یہ بات ہوئی کہ برادران ہمطریق کو تکلیف
دیجیے مشاعرہ کا بھی ایک جلسہ کیجیے چنانچہ اکیسوین رجب ۱۲۹۹ ہجری روز شنبہ وقت
چار بجے دن کے مجلس مشاعرہ بطرح مصرع ہذا ع اوس مہر نے زمین سے کیا آسمان مجھے
بمقام جلسہ تہذیب واقع چوک قدیم تجویز کر کے اشتہار جاری کئے بہتیر صاحب صاحب سخن نے
بطرز مسافر نوازی قدم رنجہ فرمایا نوازش بیغایت و عنایت بے نہایت کا بندہ بنایا بایں خیال
کہ حیات بے ثبات ہے پھر ملاقات ثانی کا کیا اعتبار ہے ہان اجتماع سخن البتہ ایک صورت
یادگار ہے پر چہارم غزل لیکر تذکرہ ترتیب دیا اور سورت شاعران تاریخی نام رکھا ۱۲۹۹ ہجری
آغاز شعبان مین ہوا سے دہلی و آگرہ سے اوڑی ٹوٹی ہوئی آس پھر جیتے جی آگرہ مین جا پہنچے شب کو
سحر کیا دل بھر کر سیر دن بھر کیا دیکھا شہر و سکندرہ و تاج گنج کو رخصت کیا غم و درد و رنج کو
ایک منشی صاحب کے دوست صمیم آشنای قدیم نے جلوہ دکھایا اپنے امنگ کا بڑے
تپاک سے دعوت کی تا سحر جلسہ رکھا ناچ رنگ کا وقت روانگی مہو خان صاحب و جناب

صوفی صاحب مہتمان اخبار نظر آئے بطریق مسافر نوازی شایستگی کی ساتھ خوان نعمت لائے
وہان سے چلا دہلی پہونچا مرزا قربان علی بیگ صاحب سالک تخلص و خواجہ بدر الدین خان صاحب
مترجم بوستان خیال و مرزا محمد حسن خانصاحب عرف چھوٹے مرزا و حکیم محمود خانصاحب و حکیم محمد رضا خانصاحب
و سید محمد فخر الدین صاحب سے ملے اوس تپاک سے کہ جو خارج تھا میرے اندازہ فہم ارجمند و
احاطہ خیال دور دو و شمار فکر فلک سیر و احصار خرد رسا و مقیاس قیاس درست و دائرہ
ادراک چالاک سے بشمول حضرات زاکیات قطب صاحب و نظام الدین اولیا و چراغ دہلی
وغیرہم کی مزار پر گیا سعادت حاصل کی برسون کی مراد بر آئی دل کی حضرت مولانا استاذنا
غالب کی قبر پر فاتحہ پڑہی نواب محمد ضیاء الدین خانصاحب بہادر نے نہایت تکلف سے
خوان نعمت مرحمت فرمایا شب کو جلسہ بین نوازی مین بھی یاد کیا مگر ناسازی طبیعت نے محروم
رکھا۔ شب روز روانگی لکھنؤ مرزا حسین علیخان صاحب خلف متبنی حضرت غالب مرحوم
نے خوان کوزہ ہای نبات سے شیرین کام کیا توشہ سفر ساتھ دیا۔ ایک روز واسطے
ملاقات محب قدیم مشفقی محمد وجاہت علی خان صاحب مہتمم اخبار عالم میرٹھ گیا وہان
عدیم الفرصتی سے رہنے نہ پایا منشی کریم الدین صاحب کے تحریر سے احباب کے ملاقات کا
تا سعت [illegible] اوسین ہون - ہیر پھیر کر پھر لکھنؤ آیا فراق بیماری نے رہزنی کی نوبت پونچی
جان کنی کی غلبہ تھا کربت کا عالم تھا غربت کا سرسام نے سر اوٹھایا ضعف نے پاؤن
پھیلایا ہذیان نے جھنڈا اگاڑا غفلت نے آتی ہی پچھاڑا تشنج نے اعضا کو توڑا فلک
چیرہ دست نے پنجہ مروڑا اگر واہ رے [illegible] لکھنؤ صدقے تیرے محبت کے قربان تیری
الفت کے نقش یاد براد رو پدر وطن مٹایا یاری غمگساری کا رنگ دکھایا مثل شمع جی کو
جلایا اپنے پروانے پر صرف لگانگی کا کیا بیگانے پر یونانی مشرانی انگریزی معالج طلب کئے
اپنے بیمار کا علاج کرایا کوئی دقیقہ تیمارداری و غمخواری کا عمداً یا سہواً فروگذاشت فرمایا
جب مین فی الجملہ چاق ہوا اعتدال و عناصر کا باہم اتفاق ہوا ستر ہوین نومبر کو روانگی
قرار پائی یارون سے رخصت ہونے کی نوبت آئی چونکہ منشی صاحب کو جانا بندہ کا
ناگوار تھا نیا حیلہ تازہ بہانہ بہروپی کا رچا دو روز جلسہ خیر رخصت قرار دیا شیرین [illegible]

مشتری کو طلب کیا منشی رام پرشاد صاحب مدار المہام نواب فلک جناب ثریا جاہ ہلال کاخ
محسن الدولہ بہادر و دارو غہ عباس علی صاحب کہ حضرت بھی جو ہیں ہین فرد ہین یکے
اہل ورد ہین تا سحر شریک محفل سرور رہے اوہر اودہر کے مذکور رہے وقت رخصت فرط
محبت سے منشی رام پرشاد صاحب لفظ دعوت زبان پر لائے خوش خلقی خلقی کو زور
دکھاتے کوئی عذر قبول نفرمایا آستانہ لگا رہین پہ بلایا آنا پڑا نو بجے شب کو بندہ مع اپنے
منشی صاحب کے مکان پر میزبان کے گیا ہے شیرین کہ شیرین کلام ہین خوشگویون مین
صاحب نام ہین وضعدار ہین سلیقہ شعار ہین لطیفہ گوئی میں حاضر جواب ہین خلق و مروت مین انتخاب
ہین مزاج کے شوخ طبیعت کے چالاک ہین خواندہ ناخواندہ طوائفان شہر کی ناک ہین رقص
وسرود مین ایسا تبحر ہے کہ زہرہ اونکی اونکی کنیز ہے خوب ناچین خوب گائین اپنے کمال
کی باتین دکھائین خوشگوئی مین مشہور آفاق ہین زود گوئی مین بھی مشتاق ہین چنانچہ بندہ
نے اسی جلسہ مین جو جو قافیہ بتائے جھٹ پٹ اون پر مصرع لگائے ۔۔ وھو ہذا

فصل گل آئی ہے اے دست جنون دھیان رہے ‏ کچھ بھی دامن ہو سلامت نہ گریبان رہے
دل بچھا جاتا ہے قدمون کے تلے صاحب کے + پاؤن آہستہ سی رکھنے کا ذرا دھیان رہے
تیری صورت پہ نظر ہو ترے قدمون پہ ہو سر + تیری الفت مین مرون یہ میرا ایمان رہے
خانۂ چشم سے یہ کہکے سدہاری میری روح + اپنی گھر جاتے ہین تھوڑے سے یہان مہمان رہے
آرزو کوئی نہ بر آئی فلک کے ہاتون + دل بیتاب مین لاکھون مرے ارمان رہے
کیون حضور آپ نے وعدہ ہی پہ ٹالا برسون + کسی شب آکے نہ گھر مین مری مہمان رہے
اب یہ خالق سی شب و روز دعا ہی تسنیم + کہ سدا دین محمد مرا ایمان رہے

حسین باندی و ملکہ گیتی نے بھی دماغون کو تازہ کیا صبح تلک جلسہ رہا واقع مین حضرت
میزبان لاجواب ہین اخلاق و مروت و ہمت مین انتخاب ہین وقت رخصت بیش قیمت
گوٹہ کے ہارون سے اعزاز بڑہایا شان محبت کو افق کمال و اوج عروج پہ چمکایا۔ یہ صاحب
بھی شاعر ہین نکات سخن سے ماہر ہین انصرام امور ذاتی و صفاتی سے فرصت نہین باقی
ہی یہ وجہ ہے کہ اس طرف توجہ کم فرماتے ہین بلندی کا مرتبہ بہ فلک ہے خاص و عام کی زبان پر

ذکر ہے ایک روز جلسہ مین یہ شعر موزون فرمائے کہ بحکم انصاف یہان لکھنے مین آتے

ہین اس مہمان سرا سے ہاتھ خالی گھر چلے + بار عصیان مفت ہمتو اپنے سر پر دہر چلے
گو کہ ہوتا ہے وہی لکھا ہی جو تقدیر مین + پر بشر کو چاہیے کچھہ کام اچھے کر چلے
غور کرکے خوب دیکھا کوئی بہی اپنا نہین + خواب غفلت مین عبث ہم عمر ضائع کر چلے
اپنی بیگانی سبھون نے پھیر لی اک دم مین آنکھہ + چھوڑکر تنہا لحد مین ہمکو اپنے گھر چلے
راغب پر تقصیر اونکو جنت مین ملا جام طہور + تشنہ لب جو یان سے بہر ساقی کوثر چلے

قریب ایام گذر کار منشی صاحب بتقریب وداع کانپور تشریف لائے اور جو کچھہ سیر کانپور کی رہ گئی تھی وہ دکھائی اظہار جلسہ مشاعرہ کا یہان بہی ٹھہرا تھا لیکن بروز مقررہ بوجہ میری بیماری کے اور اسمرتبہ ماہ صیام کے منعقد نہوا جو غزل میری ہاتھ آئی اوس نے بہی تذکرہ مین جگہہ پائی الحاصل منشی صاحب نے جس سے رخصت کیا اگر بیان کرون با حکم قول مشہور کہ یکے از ہزار لکھون بینتہ قلم شق ہو رنگ کاغذ فق ہو حق یہ ہے کہ اس عمر مین ہر ملک کے ہر قسم کے آدمی سے ملاقات کا سلسلہ جاری ہوا آج تک اس منش و حوصلہ کا دوسرا انسان آنکھہ سے نہین دیکھا لاثانی ہین خلق و محبت مین بے مثل ہین ہمت و مروت مین اللہ تعالی شاد آباد رکھے غرض بامراد رخصت ہو کے کانپور مین ریل پر سوار ہوا الہ آباد کے اسٹیشن پر اوترا وہان شوق ثنا تبانہ نے تماشا دکھایا کہ جناب میر ظہور حسین صاحب نامی گرامی وکیل ہائی کورٹ کو ملایا دو روز مہمان رکھا شہر و چھاونی کی سیر کرایا چند طائفہ ارباب نشاط کے آئے اور منتخب لوگ بہی واسطے ملاقات کے بلوائے سحرگاہ محفل برخاست ہوئی شب سوم بندہ ریل پر سوار ہوا بارہ بجے مین مبئی مین داخل ہوا ایک روز قیام کیا یکشنبہ کو دو بجے سورت کی صورت دیکھی خداوند نعمت کی ملازمت حاصل کی گویا دین و دنیا کی سعادت حاصل کی۔ خلاصہ غرض۔ لکھنؤ و دہلی کی پریشانی اور باشندون کی خانہ ویرانی اگر رقم مین لاؤن ایسا عمر گھٹون کہ پہر جیتے جی آپ کو ڈھونڈے نپاؤن یہ جو کچھہ مضمون زیب سطور ہے مبالغہ و تکلف سے دور ہے مقولہ یکے از ہزار و اندکے از بسیار پر عمل کیا ہے ہر جگہہ خامہ وقائع نگار کو روک لیا ہے کہ مبادا انجمن مین طوالت ہو ناظرین نازک مزاج کو ملالت ہو ورنہ ہم وہ ماتمین دلمین بھری بیٹھے ہین کہ جسکے نئی ترکیب کی نوحہ خوان پر مرسے بیٹھے ہین اللہ بس باقی ہوس — فقط

تعداد اشعار	بسم اللہ الرحمن الرحیم	غزلونکا شمار

اسیر منشی مظفر علے صاحب شاگرد میان مصحفی مرحوم

دلسے عزیز ہین ستم آسمان سے مجھے
پر غم یہ ہے کہ دہر مین قصہ کہان مجھے

لایا حرم سے جانب دیر بتان مجھے
پہیکا ہے شوق دلنے کہا نسے کہان مجھے

مرکر بچے حاد تو نسے نہین امان مجھے
گہیری ہوی ہے تنگ زمین آسمان مجھے

تا فہم بزم دہر مین لایا کہان مجھے
تنگ سخن فلک نی کیا رایگان مجھے

مطلق نہین چہا نمین خیال جنان مجھے
پہنسکر قفس مین بہول گیا آشیان مجھے

دشوار کیا عروج ہے بام مراد پر
او ٹہا دعا کو ہاتہہ ہوا نردبان مجھے

الف

۲	شبنم کیطرح کھینچے اپنی طرف اسیر اوس مہر نے زمین سے کیا آسمان مجھے	۱۵

احمد سید احمد جان شاگرد آقا حسن جان عرف میرن صاحب

انتظار ای خدا ہی وصال بتان مجھے
فرقت کی رات کیون نہ ہو سنگ گران مجھے

مرنے کی بعد قبر پہ آیا وہ گلعذار
کنج مزار ہی روش بوستان مجھے

ذرہ کا رتبہ مہر سے ہر دم بلند ہے
اوس مہر نے زمین سے کیا آسمان مجھے

آمد ہی شاہ حسن کے گھر مین فقیر کے
کسطرح جھوپڑا نہ ہو قصر شہان مجھے

کرتا ہون وصف یار کی عہد شباب کا
گو پیر ہون زبان نے کیا ہی جوان مجھے

کچھ غم نہین رقیب جو گھیرے ہین کوی یار
حاضر وہین ہون یار بلاے جہان مجھے

ہر دم فزون ہین شوق شہادت کی ولولے
سر ہو رہا ہی دوش پہ بار گران مجھے

ہم خار کی روش ہین تم ہو عروس باغ
تمکو بہار حق نے عطا کی خزان مجھے

نکلی دہن سے آپکی وعدہ وصال کا
مدت سے اشتیاق ہی دیکھی زبان مجھے

شوق وصال اب مری دلمین آ گیا ہے
ایکدن تو سرفراز کرو مہربان مجھے

الف

جب او نہی چہوڑ دیا نہ جان سے ہاتھ
دیکہا ہی گی عزیز تو کیا لطف زندگی
اشکون کی ساتہہ دل نکل آی نہ انکہہ سے
یوسف کی جستجو ہے پس کاروان مجہی
لائی ہی الفت بت پردہ نشین عبث
پاس ادب ہی مانع آہ و فغان مجہی

الف

کہتا ہی میرا یوسف ثانی عزیز ہی
دنیا سی مدعا ہے نہ عقبے سی ہی غرض

خنجر کو اور پہیر دی گردن پہ ایکبار
پیوند خاک گور کریگا نہ جب تلک

خم ہے سر نیاز جو قاتل کی رو برو
مژگان ہی لیس قتل پہ سر گرم شل تیر

گم تہا مین اوس دہن کے تصور مین یک بیک
آتی بجے عاشقو تسے مناسب نہین مجہے

لکھو نہین ہے دیدۂ گریان کا حال کچہہ
لوگو تسے رو کی بعد مری یار نی کہا

سوی میان یار کی لکھتا ہون صفت
لاکہون تماشے صنعت پروردگار کے

یادش بخیر اب وہ ملیگا کہان مجہے
تیری ہی جستجو ہے یہان اور وہان مجہے

قاتل نہ چہوڑ پہر خدا نیم جان مجہے
رہنی نہ دیگا چین سے یہ آسمان مجہے

منظور تیغ ناز کا ہے امتحان مجہے
ابروی یار پہ ہے گمان کمان مجہے

یاد کمر نے اور کیا بے نشان مجہے
منہ پہیرتی ہو دیکہہ کی اہل گلستان مجہے

دکہلاتی جوش بحر جو طبع روان مجہے
یادش بخیر اب وہ ملیگا کہان مجہے

کہتی ہین لوگ شاعر نازک بیان مجہے
دکہلا رہے ہین آنکہونکی دو پتلیان مجہے

ذرہ نواز یان ہین اسعد یہ اسیر کی
اوس مہر نے زمین سی کیا آسمان مجہے

اشرف منشی اشرف علی صاحب خوشنویس متعلق مطبع شاگرد مرزا نسیم دہلوی مرحوم

افتادگی ناز کہان تک اوٹھاؤن مین
دکھلا رہا ہے زور دل ناتوان مجھے

مین آپ ہی سنبھل نہین سکتا سنبھالو تو
اک بار ہو گیا ہے دل ناتوان مجھے

اس انقلاب عشق کے قربان جایئے
وہ خود سنا رہے ہین مری داستان مجھے

اوس گل کی بو ہوئی سبب قوت دماغ
کیونکر نہ یاد ہو سبق بوستان مجھے

یارب ہو رات دن وہی اشکون کا سلسلہ
دی چشم تر کہ چشمۂ آب روان مجھے

جلتا ہی سوز آتش غم سے دل حزین
جب آہ کی تو کچھ نظر آیا دھوان مجھے

ہی یار بزم عیش بھی ماتم کدہ ہوئے
بیتاب کر رہا ہے سرو و فغان مجھے

بلبل یہ کیا گذر گئی فصل بہار مین
آتا نہین چمن مین نظر آشیان مجھے

کعبہ ہو یا کہ دیر ہو جلوہ اوسی کا ہے
زاہد نہین پسند تری این و آن مجھے

ای جان کوئی وصل کی صورت نکالیے
فرقت نصیب سمجھتے ہین اہل جہان مجھے

۵	اشرف ہر ایک عرفی و سعدی ہے وقت کا شیراز سے بھی کم نہین ہندوستان مجھے	۱۸

الم سید محمد زکی عرف محمد صاحب شاگرد میر نواب صاحب مونس

درد فراق نے یہہ کیا ناتوان مجھے
لگتی ہے روح جامۂ تن ہے گران مجھے

رہتی ہے یاد گردش چشم بتان مجھے
نیرنگیان دکھائے نہ کیون آسمان مجھے

الف

سب سے سوا اپنا تو جکا ناتوان مجھے
دی آسمان نے جبر کا بار گران مجھے

ہر دم یہی امید ہے اے جان جان مجھے
آتی نظر ہر ایک طرف تو عیان مجھے

گھیرے ہی پھرے دل کو ہجوم غم و الم
تا ملک عدم دکھا گیا یہ کاروان مجھے

اے شہسوار دل ہی تڑپتا ابھی نہ جا
دکھلا سمند ناز کی تو شوخیان مجھے

چھوڑو نہ اپنے عارض روشن پہ زلف کو
بہاتا نہیں ہی شمع کا دلبر دھوان مجھے

مدت ہوئی کہ چھوڑ کے آیا عدم یہان
پر بھولا بھولا یاد ہی کچھ کچھ نشان مجھے

پڑھ پڑھ کے ہر غزلین مرے سوز دل کا حال
جل جل کے لوگ کہتے ہین آتش بیان مجھے

زاہد نہ سر پھرا نہ پھرو نگاہین یار سے
مجکو پسند حور ہے وہ جانجان مجھے

اپنے دی مجکو باغ مین فصل بہار ہے
آوارہ بو کی طرح نہ کر باغبان مجھے

سوز دروں سے بزم مین جلتا ہون بے خروش
قسمت نے دی ہے شمع کی گویا زبان مجھے

حیران ہون بشکل آئینہ فرقت مین ہی سکوت
ایک خواب سا دکھا گیا وصل بتان مجھے

کھل جائیگا کہ معرکہ مین کون رہ گیا
بلوائی تو وہ شوخ پئے امتحان مجھے

کہتی ہین ہاتھ ونکے گریبان وہ ہین بہت
اچھی دکھائی آپ نے دریا روان مجھے

آئی ہے یاد زلف مسلسل بھار ہین
جادہ اب جنون ہی پہنا بیڑیان مجھے

احسان مجھپہ ہوگا جہان سے وہ بحر حسن
لیجاو وہان بہا کی تو اشک روان مجھے

اتنا بھی جھوٹ بوسی کی تہمت غلط غلط
سچی ہو تم اگر تو دکھا دو دہان مجھے

زیر زمین گیا تھا کہ ہو آسمان سے امن
تقدیر سے یہان بھی بلا آسمان مجھے

دل ایک بوسہ دیکے لیا مجھ سے یار نے
اسپر کچھ شک بلا سے کچھ سوداگران مجھے

کہدو کہ باغبان در گلزار کہول دے
ہو نہین بہار باغ نہ سمجھے خزان مجھے

جب سے سنا ہے آئی ہے گلزار مین بہار
ہی تنگ قیدخانہ ہے میرا مکان مجھے

اک ماہ وش کے عشق مین آئی تھی موت پیر
پھر کفن ضرور ہے رخت کتان مجھے

کھتی ہو ساتھ غیر کے تم بھی ہو مہمان
بس بس معاف کیجیے نہین میہمان مجھے

سمجھا ادہی کبھی یار مین تیر اشہب ناز
آیا نظر جو کوئی گل ارغوان مجھے

مردونکا مقبرہ ہے فلک میری آنکھ مین
انجم یہ ہے گمان سفید استخوان مجھے

جاتا ہون روز دختر رز کو مین تاکتے
پیری مین دل دیا ہے خدا نے جوان مجھے

پھرتا ہون شل گرد پریشان ادہر ادہر
پہونچا کہان نہین خبر کاروان مجھے

۱۵	دو دنکے زندگی مین ثابت قدم رہون **افضل** یہی ہے معرکہ امتحان مجھے	۸

انور پنڈت بشیشر ناتھ منشی تعلقدار ترکھا وغیرہ شاگرد جناب آغا حسین

صاحب عشق

مستطور آج طبع کا ہی امتحان مجھے ورنہ تھی نظم شعر کی فرصت کہان مجھے

دن بھر ہے کام ذکر سے آئینہ رو کے حیران بہت کریگا یہ میرا بیان مجھے

لیتا ہی لیں چٹکیان سوفار کا خیال جسدم سے گدگداتی ہو نوک سنان مجھے

ایک ایک شعر چاہیلا نکلا جو وقت فکر یاد آگئین وہ ناز بھری شوخیان مجھے

یادونکی اینچ بیریان اپنے گلے کا طوق اکدن نہا کے دیکھ تو ای جانجان مجھے

بس بس معاف ایسی لگاوٹ سے فائدہ ہرگز نہین پسند چنین او چنان مجھے

مانند شمع پھونکتی ہے حاشا نہ یہ گویا زبان شمع ہے میری زبان مجھے

لیکن خدا کا نام لگا دو نہین گھر کو آگ لی تیری پہاڑی کھاتا ہی خالی مکان مجھے

اکدم مین سیر ملک عدم کی کرونگا مین کافی ہی اب یہ توسن عمر روان مجھے

کرتا ہی جب کی یاد تو عمدہ ستم کے ساتھ اپنا ہی جانتا ہی مگر آسمان مجھے

اسلام سے غرض ہی نہ مطلب ہے کفر سے ناقوس سنہ لگا نہ خوش آئی اذان مجھے

ہے گوش آستین کا سو اگوش ضعف سے کنٹھے کا حلقہ کیون نہ ہو طوق گران مجھے

بالیکی نوک جھوک تو تھی ہی قدیم سے تبلاتی بالی بتے ہین اب بالیان مجھے

چشم سیاہ یار کا دل مین خیال ہے کاجل کی کوٹھری ہوا میرا مکان مجھے

روشن کرینگے گور کو میری چراغ داغ مشعل دکھائیگا مرا سوز نہان مجھے

۱۱ تسلیم منشی امیر اللہ صاحب متعلق مطبع شاگرد نسیم دہلوی ۲۲

کیا ضعف نے سبک بھی ہوا ہے گران مجھے
بار فلک ہے ذرہ ریگ روان مجھے

ہستی سے بعد مرگ رہائی کہان مجھے
تنہا پڑا ہے داغ دل دوستان مجھے

باغ جہان مین طائر رنگ حنا کیطرح
صیاد کا خطر نہ غم باغبان مجھے

کیا خاک آئی نیند وہ عالم ہے ہجر مین
روتا ہے دیکھ دیکھ کے افسانہ خوان مجھے

دیوانہ وہ ہون سیر کو جاؤن جو باغ مین
پہنائی صبح خندۂ گل بیڑیان مجھے

مانند زخم درد مین خندہ نصیب ہون
رکھتا ہے رنج شادیٔ آسمان مجھے

ہم درد چھوڑتا نہین دم بھر فراق مین
لپٹائی ہے کلیجے سے داغ نہان مجھے

بزم جہان مین صورت شمع خموش ہون
مانند شعلہ کہنے کو دی ہے زبان مجھے

برباد بعد مرگ بھی دشت جنون مین ہون
تقدیر نے بنایا ہے ریگ روان مجھے

کیا پوچھتے ہو شوق اسیری کہ مدتین ہوئین
یاد قفس مین بھول گیا آشیان مجھے

ساقی نہ پارسا ہون نہ زاہد مجتنب
ترسا رہا ہے کس لیے پیر مغان مجھے

سر پر شکستہ دیدۂ گریان مین نوحہ خوان
پامال کر رہا ہے مرا کاروان مجھے

ہر دم نظر کیطرح نظر سے نہان تو ہو
اب اور کیا کرے گا فلک بے نشان مجھے

لائین نہ لائین تربت بیکس پہ ہار پھول
قسمت سے شمع گور ملی گلفشان مجھے

۱۲ تسلیم منشی محمد انوار حسین سہسوانی شاگرد شیخ علی بخش متوسل مطبع

یہہ عشق نے گرا کے کیا ناتوان مجھے
ہی رشتۂ حیات بھی کوہ گران مجھے

وہ جنس ہوں کہ مول لی کاروان مجھے
وہ نخل ہوں نہ سینچے کبھی باغبان مجھے

درد فراق نے یہہ کیا ناتوان مجھے
پھرتا ہی ڈھونڈھتا مرا وہم و گمان مجھے

دیتی ہیں چشم و دل میں جگہ قدردان مجھے
پاتا رہا ہی عمدہ سے عمدہ مکان مجھے

بوسہ کا نام سنکی چھپاتا ہی اپنے ہونٹھ
میں ایسہ منہ کہ وصل کے وہ دے زبان مجھے

ثابت دہان یار کیا ایک بات میں
خلقت خدا کی جانتی ہے نکتہ دان مجھے

نفرت ہے ناتوانی کے آنسو ٹپک پڑی
تار سرشک کے جو ملیں بیسر بیان مجھے

ہر مصرع کے میں کھلتے ہیں جوہر کمال کے
مانند تیغ تیز ملے ہے زبان مجھے

کرتے ہیں یاد وہ کہ جب ابھی ضعیف ہوا
آتی ہیں آج ہچکیوں پہ ہچکیاں مجھے

سند لا بہ تا ہی ہما سگ جانا کو واسطہ
آکر ورثے کھینچے ہیں یہہ چند استخوان مجھے

صحرا میں گرد باد ہلوں دریا میں موج ہوں
ممکن نہیں کہ ہو کبھی قید مکان مجھے

یہہ بیکس عشق کی تہ گرداب دیکھو ہیں
اپنی سلامتی ہے تو سو دستان مجھے

بعد فنا بھی سوز نہان نے نہ چھوڑا ساتھ
یہان بھی جلا گئیں مرثیہ بیان مجھے

داغ فراق یار کے سر پہ دہری قدم
مدت کے بعد ایک ملا میہمان مجھے

گلچین نہین ہون شوق مجھے دید گل سے ہے
مانع ہو باغ جانے سے کیون باغبان مجھے

مدت ہوئی ہے قید قفس مین پڑے ہوے
بھولا ہوا ہون یاد نہین بوستان مجھے

آئی بہار جاؤن چمن مین مین کس طرح
محبس سے اوٹھنے دے نہین بیڑیان مجھے

حسرت رہی کہ کیون نہ پس قافلہ رہا
شاید پکارتا جرس کاروان مجھے

رو رو دیا ہون وصل مین مین اوسکے روبرو
یاد آگئین فراق کی جب سختیان مجھے

جنبش کرون محال ہے دیکھو تو ضعف سے
بینائی کیلیے ہو بھلا بیڑیان مجھے

جاتے جہان حسینونکے رہتے تھے رات دن
یارب دکھا دے پھر وہ مکین و مکان مجھے

جی بھر کے دیکھنے دے ذرا رنگ بوستان
پھر خدا نہ قید کرای باغبان مجھے

گھر مین ہے قرار نہ صحرا مین چین ہے
آرام کیا کہون کہ ملیگا کہان مجھے

کیا کیا نہال ہو یہ دل غم رسیدہ آج
مل جای باغ مین جو سرو روان مجھے

کیا کیا قیامتین نہ کرونگا مین حشر مین
یاد آگئی جو کاوش جور بتان مجھے

صدمے جو کچھ ہوئے سو ہوئے اور کیا کہون
حاصل ہوئی ہین عشق مین تلخیان مجھے

آشنا جوان ہوکے نہ آؤ غدر و رپر
ہین یاد کمسنی کی بھی وہ شوخیان مجھے

۱۴۴	تمکین اوس حبیب نے شاید کیا ہے یاد یون بیسبب تو آتی نہین ہچکیان مجھے	۱۴۳

ہی لالہ زار کثرت داغ جنوں سے دل
بھاتی نہیں بہار گل بوستان مجھی

اسدرجہ بیقرار کیا درد ہجر نے
باقی نہیں ہے طاقت آہ و فغان مجھی

صیاد نے کبھی نہ کھائی بہار گل
بھولے سے لیگیا نہ سوی بوستان مجھی

طوق طلا ہوئی نہیں زیب گلو ہوا
جلاد دوہری دو کہ پہنا بیڑیان مجھی

دو جام مجھی پلا دی نہ تقصیر ہو معاف
کیا آپ بخشوائنگی پیر مغان مجھے

مانند شمع جلتے ہین فرقت مین استخوان
شعلہ کیطرح پھونکتی ہی ہی زبان مجھے

کسطرح اونسے عرض کرون حال زار دل
طاقت ہی گفتگو کی نہ تاب بیان مجھی

پھر خدا لگا دی کوئی دار او ہی بھی
جلاد چھوڑی جاتا ہے کیون نیمجان مجھی

ناحق کو نوچتا ہے مری بال و پر بلا
صیاد کوئی دم کا سمجھ نیمجان مجھے

٣١	ثابت کسی کے عارض گلگون کی یاد مین دیتی ہی خار سیر گل بوستان مجھے	١٦

جوش نواب احمد حسن خان عرف اچھی صاحب شاگرد منشی مظفر علی اسیر

نبیرۂ نواب محبت خان مرحوم

ج

پیری مین بھی مین حسرت دلکو نکالتا
ملتی اگر نصیب سے بخت جوان مجھے

کاندہا نہ دین جنازیکو میری پس فنا
بار گران ہی رنج دل دوستان مجھے

دیوان اپنے چھوڑ چلا ہون مین نسل کو
دیکھین تو مرجا کھین اہل جہان مجھے

صیاد تنگی چمنے کی نوبت قفس مین ہے
مشتاق ہون دکھادے ذرا آشیان مجھے

ذکر خدا کرون کہ تو نکا جیون مین نام
حیرت کی جا ہے ایک ہی سے زبان مجھے

عشق کمرنے زار بنایا ہے اسقدر
پھرتی ہے ڈھونڈھتی مری عمر روان مجھے

عہد شباب صدمہ فرقت نے کھو دیا
ہے موسم بہار مین رنج خزان مجھے

کسطرح ہون رہا تری زلفون سی اے پری
تقدیر نے پہنائین ہین بیڑیان مجھے

اونکو دیا خدا نے غرور و ادا و ناز
بخشا ہے درد و نالہ و آہ و فغان مجھے

آتا تھا کون ملک عدم سے جہان مین
اونکی تلاش لائی وہانسے یہان مجھے

عشق فرقت مین تنگ ہون جنبی سی گر پڑو
اندہا بھی گر دکھائی دے کوئی کنوان مجھے

بھرتا تھا نور اپنے تماشای حسن کا
دین تھین خدا نے آنکھون کی جو پتلیان مجھے

پیری مین اونکی جوش نصیحت ہی گوش زد
خوش آئی واعظون کا بھلا کیا بیان مجھے

[illegible]

صدمے ہیں بخت کی کھتا ہے آج یار
حال جنون نہیں کھنے نہ پایا تھا قید میں

گذری ہوئی کچھ اپنی سنا داستان مجھے
اپنی کرمی سنانے لگیں ہیں زبان مجھے

دو باگیو نکے صدمے نہ کیونکر ہون ای حال
دین گالیان وہ آپ کھین بد زبان مجھے

۱۰ حسن من ۱۳

بلبل وہ ہون بہار چمن ہی خزان مجھے
دوری نے یار کے کیا ناتوان مجھے
ملی ہو گئی فلک عدم آہ کس طرح
قاتل کیا ہے قتل تو اک ہاتھ اور دے
شاید کر یاد کرتا ہے دلدار اندون
لگتا غضب کے عداوت ہوئی او سے
سودہ درون ہجر سے بھکتے ہین استخوان
جاتا لگا شش یک نظر بزم یار مین
سبزی کلام گرم یہ حاسد نہ کیون جلین
پر دیین گفتگو جو کرون گا مین یار کی

یکسان ہی گلشن و قفس و آشیان مجھے
ایک ایک ہے تن جسم ہی بار گران مجھے
افسوس ہے کہ چھوڑ گیا کاروان مجھے
لبد چھوڑ نا نہ کھین نیم جان مجھے
آئی ہین وقت نزع جو کہہ بیگمان مجھے
تیوری چڑھا لی یار نے دیکھا جہان مجھے
جلنا پڑا ہے قبر میں بھی شمع سان مجھے
رو لیگا کس طرح سے بھلا پاسبان مجھے
خالق نے دی ہے شمع کی سوزان زبان مجھے
خود محبت مین لائیگا میرا بیان مجھے

[illegible]

دنیا کو لی نہ جاؤنگا ڈرتا ہی کیون فلک
رہنے دی اکیدن کے لیے مہمان مجھے

باتین نہ آپ مجھسے بناوٹ کی کیجیے
ثابت وفا ہی آپ کی الفت عیان مجھے

بلبل سنا رہی ہے ہر ایک گل کی کان مین
آئی ہی باغ دہر مین بوی خزان مجھے

٢٠

بولی کبھی نہ لطف وعنایت سی ای حضور
باتین تمھاری یاد ہین سب زبان مجھے

١٧

حبیب

گردش سے ہی لحد مین یقین امان مجھے
زیر زمین دبائیگا کیا آسمان مجھے

ای رشک حور خلد ہے تیرا مکان مجھے
رضوان نہی کم نھین ہے کوئی پاسبان مجھے

ساقی ہے اب دور مئے لالہ رنگ سے
گردش دکھا رہا ہی نئے آسمان مجھے

فصل بہار مین نہ اوجاڑ آشیان مرا
دو چار دن تو رہنے دی ای باغبان مجھے

امید پای بوس صنم مین ہوا ہون خاک
کر ای صبا نہ پھر خدا رایگان مجھے

ایسا کیا ہی کاہش غم نے نحیف و زار
ہی ناگوار جنبش نبض روان مجھے

کھلتا نھین ہے باغ مین جا کر دل حزین
فرقت مین پیری خندہ گل ہے فغان مجھے

وحشت مین سوی وادی غربت جو رخ کیا
لینے کو آئی دور سی ریگ روان مجھے

لیکر عصا آہ جو بستر سے مین اوٹھا
بولی یہ ناتوانی کہ چھوڑا کہان مجھے

حبیب تخلص میر رضا علیخان شاگرد

ح

منشی میر ظہور علیصاحب متخلص بہ امیر

ساقی پلا دو آج مئے ارغوان مجھے

عریاں رہیگی نعش جو بے گور کی	خود ڈہانپ لیگی چادر ریگ رواں مجھے
ایسا ہوا ہوں فکر دہان و کمر میں زار	ماننا ہمیں ہے آپ ہی اپنا نشاں مجھے
اتنا ہی منہ میں جو ہی کہتا ہی صاف صاف	بدنام کیا کریگی یہ میری زباں مجھے
سر پر ہزار کوہ مصیبت اوٹھا لیے	احسان کسیکا او ٹھ نہ سکا تھا گراں مجھے
حسرت کی داغ لیکے چلا ہوں سوی قبر	درکار کب ہی چادر گل باغباں مجھے
بزم جہاں میں کس سے کہوں اپنا سوز ہجر	خالق نے دی ہی شمع کی صورت زباں مجھے
کرتا ہی ہیچ بعد فنا کون کسکو یاد	زیر مزار آئینہ دو ہچکیاں ہیں مجھے
آرائش اونکو مد نظر ہے تو مجھکو قید	پا زیب ہی پسند او نھیں بیڑیاں مجھے

۲۳	آئی عروج پر ہے طالع ای حمید اوس مہر نے زمیں سے کیا آسماں مجھے	۲۴

حکیم سید غضنفر علیخان خلف اکبر منشی مظفر علیصاحب اسیر

کعبہ سے دور ہوں تو کعبہ کہاں مجھے	کافی ہے بہر سجدہ ترا آستاں مجھے
جب سے ہوا ہے عشق میان و دہان مجھے	دونوں جہان کے کھل گئے راز نہاں مجھے
جز رنج راہ راحت منزل کہاں مجھے	مانند گرد چھوڑ گیا کارواں مجھے

[illegible]

بتخانہ و حرم مین غریب الوطن رہا	کوئی یہان ملا نہ شناسا وہان مجھے
کیف می سخن سے ہو ہوست استعداد	سوجھا نہیب قافیہ ناشناگان مجھے

۲۳ — مین بکمرم مثل براہیم ہون حکیم / فاقہ ہی ہو اگر تعلی بیمار ان مجھے — ۱۳۱

حضور رلیجے در باشاگرد منشی میر مظفر علی صاحب اسیر

اکدم بھی حادثوں سے ہی فرصت کہان مجھے
حاصل ہوا نہ لطف عدم کا یہان مجھے
باہم رہین کلام محبت کو چاہیے
سنتا ہون مین رقیب سے بھیری انکی تنگیان
ہردم رواں ہی ابر دی پرچشم کی صفت
فرقت مین خار زار بنا ہی جسم زار
سرکو قدم بنا کی چلے راہ تیغ مین
اتنا زمانہ تیغ قفس مین گذر گیا
بیدل ہون کیا مین ضعف سے اپنی گرا یار تک
آفت بپا کیے ہے وہ تیور چڑھی ہوے

دنیا ہی غم ہزار ہزار آسمان سے مجھے
تقدیر میری لائی کھانسی کہان مجھے
شفقت نہین نہین آپکو تم مہربان مجھے
گردش ہی پسند ہی اے آسمان مجھے
کیا تیریان دکھائی ہی تیغ زبان مجھے
کھانے لگا صد دینے لگے استخوان مجھے
سوجھے نئی روش کے وہ دم امتحان مجھے
اب یاد بھی نہین ہی مرا آشیان مجھے
لیجائیگا اوڑا کی جگر کا دھوان مجھے
کس بن محبت کھائی ہی تیغ کمان مجھے

[illegible]

[illegible]

سوتا نہین شریک کوئی وقت امتحان — مرقد مین چھوڑ جائیگی روح روان مجھے

گنندم کیطرح پیسا زمانی نے ہر گھڑی — نو چکیان نہین ہین یہ نو آسمان مجھے

آتا عدم سی کا ہی کیو دنیا می پس مین ہین — لائی تلاش یار کہان سی کہان مجھے

محشر مین شور و غل ہی نہ جبین یہ ل سقت — اعمال کی بچائی یہ ہین گھبرایان مجھے

کیا فائدہ جو دیر سی کعبہ کو مین چلا — رستی سے پھیر لائی گا عشق بتان مجھے

فصل بہار مین جو مین کرتا ہون چہچہے — اک دن قفس مین کہائیگی اپنی زبان مجھے

چاہ ذقن مین خط کے نکلنے پہ دل گرا — حسن یعش چاہ نو دیا دہو کا کہان مجھے

کرتا ہی حسن شکوہ جو غیرونکا جلکے تو
بہاتی نہین ہین ٹھنڈی تری گرمیان مجھے

۲۴ — ۲۵

حضور منشی عبد البصیر صاحب بلگرامی

اللہ سے ملائی گا عشق بتان مجھے — پہونچائی گی فلک پہ یہی نردبان مجھے

درکار مال و زر نہین پیر مغان مجھے — ہی ایک جام سلطنت دو جہان مجھے

کہتا ہی زلف یار کا وحشی جہان مجھے — انکی تو سازوار ہوئین بیڑیان مجھے

ہی غم مین اوس پری کی اجل کا گمان مجھے — کہا جائیگا ضرور یہ آسیب جان مجھے

سنبل سی زلف چھوڑ کی رخ پردہ گلعذار — دکھلا رہا ہی آتش گل کا دہوان مجھے

[illegible]

۲۶

اوس شمع رو کی بزم کی پروانگی تک حضور
جل بھن کے خاک ہو گئے دیکھا جہان مجھے

۱۷

حیرت سید باقر علی رضوی صاحب دیوان ساکن وزیر گنج محلات لکھنؤ

ای ضعف دست چھوڑ گئی نیمجان مجھے
سمجھا سبھون نے گردِ پسِ کاروان مجھے

ترساؤ اب نہ وصل سے ای جانجان مجھے
سمجھو کوئی گھڑی کا فقط میہمان مجھے

لطفِ بہار ہجر مین اوسکی کہان مجھے
مانند خار زار ہے سب بوستان مجھے

تم ہو محن مین رنج ہے لے رفتگان مجھے
تمکو عدم مین چین نہین اور یان مجھے

ذرہ نواز ایسا ملیگا کہان مجھے
اوس مہر نے زمین سے کیا آسمان مجھے

ہان ایک ہاتھ اور کہ قصہ تمام ہو
جلاد چھوڑتا ہے عبث نیمجان مجھے

غیرونپہ لطف ہمسے رکھائی ہے بے سبب
قسمت سے آپ خوب ملے قدردان مجھے

اوس بت کی سخت بات کا دون انکے جواب
اوسکو دہن دیا تو عطا کر زبان مجھے

مرجاؤنگا کہ وصل مین ہوگا خیال حجاب
یارب سنائی دے نہ صدائی اذان مجھے

ایسا مین مرمٹا ہون تمہارے فراق مین
ملتا نہین ہے اب کہین اپنا نشان مجھے

[illegible] بوسے غیرونکو ملتی ہین ہر گھڑی
آزردہ ہوکے دیتے ہو تم گالیان مجھے

جلاد کو جو خواب مین بھی دیکھتا ہون مین
ہوتا ہے اپنی دوش پہ یہ سر گران مجھے

بوسہ نہیں لیا ہے رخ بے نقاب کا / دیتی ہو بات بات میں کیوں گالیان مجھے

کچھ کرین وہ یاد بہت یہ محال ہے / آتی ہین بار بار عبث ہچکیان مجھے

سودا کبھی نہ زلف صنم کا کسی کو ہو / آوازے دے رہی ہین یہی بیڑیان مجھے

وصف کمر کو لکھ کے ہین معجز نما بنا / اوس وصف سے لوگ جانتے ہین غیب دان مجھے

۲۵ — دانش یہ مجھ مین نہین فراق ہین / ہو ان بیقرار ہے وہ غم جان جان مجھے — ۲۴

رفعت مہدی حسن خانصاحب شاگرد حکیم سید علی ضامن صاحب شوق

تپتا رہ جسم کا جو ہے بار گران مجھے / لیجائیگی سبک مری روح روان مجھے

یاد آئی دونون زلف وہ ابرو کمان مجھے / دکھلائی چرخ پیر نے جب کہکشان مجھے

اے کاش عشق گرد مری کہین بے نشان مجھے / بدنام کرتے پھرتے ہین پیر و جوان مجھے

لیجائے اپنے گھر جو مسیح زمان مجھے / بیت الشفا مرض مین ہو نقل مکان مجھے

دنیا مین خوبرو ہین تو حورین ہین خلد مین / دلسے پسند اسلئے ہین دو جہان مجھے

کہتے ہین آپ آئیگی پھر ہم پہ وصال / مشغول کیون ہو تفرقۂ جسم و جان مجھے

نظم دہن نے منہ سے کیا مجکو لاجواب / فکر کمر نے صاف کیا بے نشان مجھے

پھولون مین تول تو لگے نقد سیم و زر / دے فصل گل اجارہ مین گر باغبان مجھے

٢٩	ریحان منشی دیا کشن صاحب	سنہ ١١

کیونکر نہ ہو قفس مین غم آشیان مجھے	تقدیر کس مقام سے لائی کہان مجھے
اب سب یہ کہتے آتے ہین الفت کو چھوڑ دو	مانع ہوا نہ پہلے کوئی مہربان مجھے
بوسہ اسی طرح سے دیے جائیے اگر	واللہ ناگوار نہون گالیان مجھے
جو بات آدمی نہ سنے کیون سنائیے	ناصح نہین پسند تیری داستان مجھے
اب تیرے اختیار مین ہے ان دنون قبر	تا وقت مرگ پیس چکا آسمان مجھے
اب کہتے ہین جوان مجھے طفلان خورد سال	تھوڑے دنون مین پیر کہینگے جوان مجھے
ہے خوف مرگ جنبش مژگان یار سے	کیونکر ملی گی تیر اجل سے امان مجھے
قسمت نصیب بخت مقدر کی ہین بیان	معشوق اگر ملا بھی تو نا قدردان مجھے
اتنی کڑی ہی تو ضعف مین جھیلی نہ جائیگی	ہون ناتوان نہ پہاتے ہو کیون ... مجھے
کہتا ہے یار میری طرف دیکھ دیکھ کے	اورون کو ہی معاف نہ دیکھے فلان مجھے

٣٠	ریحان فقط تھا دوست مین شمع کیا تیرا جانے دے صحن باغ مین اے باغبان مجھے	٩

رفعت جناب میر حیدر رضا صاحب شاگرد میر لطافت صاحب

اے دل رکھنا تباہ بیابان جہان مجھے	لے جائے گا یہان سے تو اب کہان مجھے

[illegible]

لائی تیری تلاش عدم سے یہاں مجھے
اے بیکسی جاؤں دیکھے قسمت کہاں مجھے

فردوس سے پسند ہے باغ جہاں مجھے
[illegible] یاد رکھا ہاں آشیاں مجھے

فصل بہار میں تو رہائی قفس سے دی
صیاد یاد آتا ہے اب آشیاں مجھے

بخشا ہے خاکساری نے ایسا یہ مرتبہ
اوس مہر نے زمین سے کیا آسمان مجھے

س

[illegible]

نام و نشان مٹا کے مرا خاک پائے گا
مٹی میں کیوں ملاتا ہے اے آسمان مجھے

دے بوسہ مانگنے پہ وہ گالی تو کیا عجب
سنوائے گی ابھی تو بہت کچھ زبان مجھے

ایک جلوۂ نگاہ نے اوس شنگ ناز کے
گویا بنا دیا ہے سراپا کتان مجھے

اوٹھیں یہ خفتگان عدم چونک چونک کر
اے دل ملے اجازت شور و فغان مجھے

شوق وصال آرزوئے مرگ ہو گیا
لکھوا کے نامہ غیر سے بھیجا جو یاں مجھے

آ ہی گیا تھا رحم اوسے میرے حال پہ
اور آتیں دو گھڑی بھی اگر ہچکیاں مجھے

بیت الحرم سے اوٹھ کے سوئے میکدہ گیا
اسد رجہ ہے عقیدۂ پیر مغان مجھے

اوس ماہ رو کے ہجر میں تارے نہیں ہیں یہ
چشم غضب سے دیکھتا ہے آسمان مجھے

صیاد نے تو موسم گل میں کیا اسیر
دیکھوں نہال کرتا ہے کیا باغبان مجھے

جاؤں گا قصر یار میں دیوار پھاند کر
روکیں گے آگے در پہ اگر پاسبان مجھے

افسانۂ فراق جو کہیے تو کہتے ہیں
بیکار کیوں سناتے ہو یہ داستان مجھے

کیسکو دکھاؤں تیغ زبان کی میں تیزیاں
ملتا نہیں جہان میں کوئی قدردان مجھے

کیوں شمع سا عرق لاتا ہے ہنس ہنس کے غیر سے
اے یار یہ پسند نہیں گرمیاں مجھے

وہ رند ہوں کہ دم میں چڑھا جاؤں ساقیا
دین خم کی خم جو حضرت پیر مغان مجھے

پہلو میں دل تڑپتا ہے سیماب کی طرح
یاد آتی ہیں کسی کی اگر گرمیان مجھے

[illegible]

۳۳	سید یہ التجا ہے خدای کریم سے دکھلا رسول پاک کا تو آستان مجھے	۱۴

سید محمد عباس رضوی عرف چھوٹے مرزا شاگرد جناب آغا حسین صاحب عشق سلمہ

قاتل تیری طرف سے نہ تھا یہ گمان مجھے
مقتل میں چھوڑ جاؤ گا یون نیم جان مجھے

محبوبونکی نگاہیں نہ دین گی امان مجھے
گھیرے ہوئی ہین آٹھ پہر بجلیان مجھے

ہی باعث غبار غم رفتگان مجھے
کیونکر کہین نہ گرد پس کاروان مجھے

رفعت مین بام یار زمین آسمان سے کم
پہنچا یا جذب دل نے کہان سے کہان مجھے

سرگشتگی ازل سے ہی میری نصیب مین
راحت نہین ہی صورت ریگ روان مجھے

نازان ہین آپ ترک محبت پہ کس لیے
کوئی حسین ملیگا نہ اے مہربان مجھے

انجام کار عشق نہ سوچا برا کیا
کہنا نہ تھا کسی سے یہ راز نہان مجھے

گر بیوفا سمجھتے ہو اچھا یونہین سہی
اور دوستی عشق آپ سے نفرت ہی ہان مجھے

کھاتی ہے باغ اسکو سمجھتے ہین دستان
بہاتی ہی عندلیب کی طرز فغان مجھے

ذی مرتبہ سمجھتے ہین صیاد باغ دہر
لکھین گی بعد مرگ فلک آشیان مجھے

دیدہ گل کھٹکتا ہی ذرات آنکھ مین
فصل خزان مین خار رہا آشیان مجھے

مانند گرد باد بیابان مین پھر چکا
رہنے دے گا کوئی یا زمین اے آسمان مجھے

۳۵ **شریف** حکیم سید محمد شریف شاگرد حکیم سید علی رضا حسن صاحب ۵

کیا کام ہے بہار سے ای باغباں مجھے	کنج قفس میں ہے وہی فصل خزاں مجھے
گردش تمام دن ہی تو رونا تمام رات	ڈالا ہے کس عذاب میں ای آسماں مجھے
بے دیکھے وصف نقطۂ موہوم کیا لکھوں	راز دہن کا پہلے ملے تو نشاں مجھے
کچہ داستان خندۂ گل ہی بیاں ہو	گر لے نجائے تا بچمن باغباں مجھے
کیا اس سے اور بڑھ کے کوئی ظلم ہوویگا	بوسے ملیں رقیب کو دو گالیاں مجھے
دو ایک روز بھی نہ بے کھٹکا ہوا نصیب	تیغ اجل قفس کی ہوئیں تیلیاں مجھے
وہ ایک جرعہ سہی تو نہوگا سرور بھی	اک جام خیر میکدہ پیر مغاں مجھے

گو جان اپنی جائے **شریف** اوسکی ہجر میں
آئیگا دیکھنے نہ بت بدگماں مجھے

شوق شیخ احمد علی خلف شیخ کاظم علی صاحب مرحوم شاگرد منشی مظفر علی اسیر ۳۶ ۲۳

حاصل بکردی سے ہی سیر جہاں مجھے	جھونکا ہوا کا ہوں نہیں قید مکاں مجھے
ہے شمع ساں فروغ سے حاصل زیاں مجھے	اپنی بہار آپ ہوئی ہے خزاں مجھے
پیدا خموش حق نے کیا غنچہ ساں مجھے	منہ تو دیا مگر نہ عطا کی زباں مجھے

دن کس خوشی سے الفت ابرو مین اُڑ	گوشہ جو بیٹھنے کو لیے دے کمان مجھے

سحر سخن مین شوق نہ شکل صدف ہو مین
اللہ نے دیے لب گوہر فشان مجھے

شوق حکیم سید علی ضامن خلف میر علی اوسط رشک

زندہ کیا مسیح نے باعز و شان مجھے	گویا و کہا دیے لب معجز بیان مجھے
منزل ہمای فکر کی بالای عرش ہے	ہے جادۂ فلک یہ خط کہکشان مجھے
کس منہ سے سختیان وہ کہون ...	آتا نہین ہے شکوۂ جور بتان مجھے
شاید ہو آج قلقل مینا کو یاد دوست	کل شب سے آ رہی ہین جو یہ ہچکیان مجھے
آتی ہین نقد نظم پرکھنے کے واسطے	گنتے ہین شاعر اب محک امتحان مجھے
منزل ہے دور قافلے والی ہین بی نشان	بہکا رہی ہے گرد رہ کاروان مجھے
ان سے بچھڑ یون نے دکھا دی رہ فنا	سوز فراق لیکے چلا ہے کہان مجھے
ٹوکر بتان سے ہے دیر مین کعبہ مین باحق	رہتا ہے یون خیال مکین و مکان مجھے
وہ جنس سخت ہون کہ پسون بر سر ...	کو پیسین آسمان کی نو چکیان مجھے
کاہیدگی سے جا نہین سکتا ...	بلبل نہ سمجھے خار و خس آشیان مجھے
جا ہون تو ذات خالق کون و مکان کہان	نور فروغ شعلۂ حسن بتان مجھے

بالی نہ ہو گھڑی تہیں لب پہ جب سیلی شگفتگی	عشق بتا نہیں چاہیے ضبط فغان مجھے
دیکھون کہ کس صفائی سے پڑتا ہی جیب پا	لینا ہی تیغ ترک کا آج امتحان مجھے
لازم ہے احتراز مرے تیر آہ سے	گو قد خمیدہ ہون پہ سمجھنا کمان مجھے
منت کی طوق اوس گلے تنگ تو پڑ چکے	پہنا رہے ہین لوگ محبت بیڑیان مجھے
اس راہ مین خضر سے بھی ہوئی کچھ نہ رہبری	ابتک ملا نہ کوچہ وصل بتان مجھے
صیاد یاد بھی نہیں کیفیت چمن	مدت ہوئی ہے چھوٹے ہوئی آشیان مجھے
ایسا نہو کہ بند سے بھی ہو کوئی قصور	ای رشک حور دو نہ محبت گالیان مجھے
غیرون پہ تو مدام ہین کیا کیا عنایتین	اکدن نہ سرفراز کیا مہربان مجھے

اک مہر کی جدائی مین نزات شگفتہ
گردش دکھا رہا ہی نئی آسمان مجھے

۴۰ **شمشاد** ۳۹

ای رشک گل وہ یاد ہی طرز بیان مجھے	کہتے ہین عندلیب چمن خوش بیان مجھے
باتوں سے تیری ہو گیا ثابت دہان مجھے	موی کمر کا نہیں ملتا نشان مجھے
لاکھون سوال وصل پہ دینگا لیان مجھے	بوسہ تو ایک دیجیے ای مہربان مجھے
آنکھیں لڑائیں راہ مین دیکھا جہان مجھے	بے دید یار نے نہ بتایا مکان مجھے

کیونکر نہ بھولی یاد گل و گلستان مجھے — مدت ہوئی ہی چھوٹے ہوئی آشیان مجھے

چکر میں مہر و ماہ ہین یہ چال دیکھکر — پھرتا ہے ہر زمین پہ لیے آسمان مجھے

سر ہے مثال کوہ گران جسم زار پہ — خواہش ہو خاک تابع کی اے آسمان مجھے

نکلا ہو نہین جنون نہین یہ ہوتا نہین ثبوت — لیجائیگا بنا کی بگولا کہان سے مجھے

الفت قلم ہو حرف شکایت زبان پہ — مضمون نہ ایسا خط مین لکھو مہربان مجھے

ہستی مٹی تو پردہ مین یکتا نگ ہو گیا — گو عشق نے کرکے کیا بے نشان مجھے

دیوان سے میرے کٹ گئی مضمون غیر کے — خالق نے دی ہی تیز و تیغ زبان مجھے

گل سے لڑی جو آنکہ شگوفہ نیا کہلا — کہتا ہی خار دیکھکے اب باغبان مجھے

دیتا ہے ایک روز سگ کو ہی یار کو — کیون اے ہما عزیز نہون استخوان مجھے

ہوتے جہا نہین جو ہر تیر غمزہ عیان — کرتا اگر نشانہ وہ ابرو کمان مجھے

جب سے کیا ہی کوچۂ دلدار مین مقام — پروا ہے حور ہے نہ خیال جنان مجھے

جنبش ہے پا ہی مور کے صدمہ ہے روح کو — ایسا کیا ہے ہجر نے اب ناتوان مجھے

منزل سے فاصلہ ہے ہزار دن ہی کو سر کا — دیگا سنائی کب جرس کاروان مجھے

ہیچون کا لخت دل جو ہین پاشیدہ ننگ — قرب مکان یار ملی ہے دکان مجھے

کج عقل ہی خدا نے بت سادہ لوح کو — دیتا ہی بوسے غیر کو اور گالیان مجھے

بلبل سنانہ تذکرۂ گلستان مجھے
وہ کون بات ہی جو نہین ہر زبان مجھے

پہونچا گئی تا بہ گور گئے مہربان مجھے
تاریک گہر مین چہوڑ گیا کاروان مجھے

صبح شب وصال مین سوتے سے چونک اٹھا
آواز صور ہوگئی بانگ اذان مجھے

بسمل ہون اک اشارۂ ابرو کا کام ہے
قاتل دکھا نہ خنجر و تیغ و سنان مجھے

عشق بتان مین آہ سدا کا قرین رہین
دم بہر ملا نہ چین تہ آسمان مجھے

خنجر ہے انکی ابرو بھی جوہر کہلینگے سب
وہ یاد اگر کرینگے پئے امتحان مجھے

صد شکر ہوگیا در دلدار تک گذر
دربان ملا کوئی نہ کوئی پاسبان مجھے

لازم ہی رحم بڑہتی ہو جاتا ہی درد ہجر
دی شربت وصال مسیح زمان مجھے

اشعار میرے سنکے وہ کہتی ہین بار بار
اے ظفر ہے پسند تمہاری زبان مجھے

۴۳ ظہور ظہور حسین شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر

نالی اوڑا کے لیگئی تا لامکان مجھے
پہونچا دیا اک دم مین کہان سی کہان مجھے

منع سوال بوسۂ لب کا اگر ہے حکم
بہتر کہ حضور نہ دین گالیان مجھے

چہاتی سے کیون لگا وہ نہ مین بی دو دام
تقدیر سے ملی ہین یہ دو مہربان مجھے

کیا قیدیون کی ساتھ عداوت ہی اے فلک
اپنے گلے مین چاند یہ طوق گران مجھے

[illegible]

کہتا ہے دل کسیکے مقرر کیا ہے یاد | بیوجہ آج آتی ہین کیون ہچکیان مجھے
ظاہر ہے بات بات مین اونکی کشیدگی | بل ابرو مین پڑگئی دیکھا جہان مجھے
بولا یہ قیس ناقۂ لیلی کو روک کے | اک بات تجھسے کہنی ہے ای ساربان مجھے
شاید پس فنا ہے سگ جانان کو بھی مجھ سے دل | اسواسطے عزیز ہین یہ استخوان مجھے

خالی ہے ذوق و شوق سے کب لکھنو ظہور
ملجا ہی گا کبھی تو کوئی قدردان مجھے

عصمت مرزا محمد علی مصعر جانصاحب شاگرد حکیم محمد علی خانصاحب بیجا

لیجا ہے گھر سے دیکھیے باجی کہان مجھے | ہیچ بول کے خراب کریگی زبان مجھے
قمرن یہ اوج سوچ تھا حاصل کہان مجھے | اوس جھنے زمین سے کیا آسمان مجھے
خورا میان شباب مین بوڑھے کو چھوڑ دون | ملجای مرد وا جو کوئی نوجوان مجھے
بیڑو تمام سوچ گیا امر گئی نلی | بے درد مرد وے نے کیا نیم جان مجھے
مختار خان کو بہن بکرون کی بھی دکیل | دے گا نہ جبتلک وہ موا امتحان مجھے
اوٹھا ہی آخر رشک خصم کے مکان سے | دیکھون ہو اٹھائی لسقدر کہان مجھے
مٹی پلید خراب تر ابن کسطرح سے | پیوند کر زمین کا نہ ای آسمان مجھے
جاون اکیلی باغ مین کس طرح بیگما | کہتا ہے جیب کی وبکشہ لی باغبان مجھے

[illegible]

ع

[illegible] ذکر مصحف رخسار یار کا
قرآن یاد ہو گیا سب بے زبان مجھے
کہتا ہے دل فراق مین آتا ہے نام جب
چپ تک رہی ہے رہتا ہے درد بیان مجھے

[illegible]

درد فراق نے یہہ کیا ناتوان مجھے
طاقت نہ ضبط کی ہے نہ تاب فغان مجھے

دکھلائی راہ کوچۂ زلف بتان مجھے
لائی عدم سے کھینچ کے قسمت کہان مجھے

رنگی بھی دلمین درد ہو میری جگر کیطرح
بتلائی تو نے آہ یہہ طرز فغان مجھے

سہوا یہہ کہا کہ سمجھہ لین گے وصل مین
ای غنچہ لب ندی کبھی اتنی زبان مجھے

کشمیر تو ہے یہہ کرہ آتشین بنے
ہوتی تو ہو ذرا ابھی گرم فغان مجھے

پوری نگاہ سے بھی اندیکھا دم اخیر
میرا مسیح چھوڑ گیا نیم جان مجھے

یارونکے قافلونسے جو مین چھٹ کر رہگیا
آواز دیتی ہین جرس کاروان مجھے

یہہ جانتا اگر تو نرہتا تمام عمر
دل لیکی رنج دیگا وہ آرام جان مجھے

میری مسافت کی لیے انتہا نہین
منزل ملی ہے منزل ریگ روان مجھے

زاہد نی جان لی مری صبح شب وصال
آواز صور ہو گئی صوت اذان مجھے

پست و بلند دہر دکھاتا ہے عشق یار
کیا کیا جھکا رہا ہے زمین آسمان مجھے

ایکاتش راز عشق کا پردہ نہ فاش ہو
پیوند خاک جلد کرے آسمان مجھے

عنقا پھنسا نہین مری دام خیال مین
اونکی کمر ابھی نظر آئی کہان سے مجھے

زلف بتانکی یاد سے ہی دلمین پیچ و تاب
اللہ اس بلا سے کہین دی امان مجھے

بیار کے جو سیر چمن کو کبہی گیا
شمشاد ہو گیا ہے لشکل سنان مجھے

دل مین سراغ نور رخ یار کا ملا یہ
مدت کی بعد آیا نظر لا مکان مجھے

رکھتا ہون دوست دل سے سگ کوی یار کو
مرغوب گوشت سی ہے سوا استخوان مجھے

زاہد کو کعبہ دیر برہمن کو ہو نصیب
کافی ہے سیر جنت کوی بتان مجھے

بس دیکھیے یہہ عاشق و معشوق مین فرق
بوسہ کے بدلی دیتے ہین وہ گالیان مجھے

کوہ غم فراق اوٹھاؤنگا سر پہ مین
سمجھے ہوی ہین آپ عبث ناتوان مجھے

دل مبتلا ہے عشق زنخدان یار مین
کافی ہے ڈوبنے کی لیے یہہ کنوان مجھے

عاصی خمار بادہ سے ہی درد سر فزون
بتلاے مے فروش کے کوئی دکان مجھے

۴۷ عیش منشی فدا علی المشتہر بابجہی صاحب نایب اڈیٹر اودہ اخبار ۴۷

پاکر وصال دوست سی خوش ہر زبان مجھے
چشم عدو سی دیکھتا ہی آسمان مجھے

پاکیزہ لوگ کیون نہ کہین خوش بیان مجھے
کوثر سے دہو کی دی ہی خدا نی زبان مجھے

فصل جنون کا شور ہے حد ادسکی ٹولن
بہنا رہی ہین ٹہی ہوی بیڑیان مجھے

دیکھی عروج بام کو افتادگی مری
اکدن بنائیگی یہہ زمین آسمان مجھے

ملک عدم مین بھی نہین ملتا پتا مرا
ایسی طرح کمر نے کیا بے نشان مجھے

بی صرفہ نوش کسی تو نہین ہی سنگ حبیب
رہتا ہون اپنی طالع واژونسی سرنگون
اک ہاتھ مجہپہ اور سرو ہی کا چہوڑ دو

تیری لبوں سے ہین یہ خندہ استخوان مجھے
قسمت ملی پہری ہوئی شل کمان مجھے
قاتل نہ چہوڑ پہر خدا نیم جان مجھے

مداح اہل بیت ہون اے عشق بیقصور
جنت مین قرب حور سے گا مکان مجھے

فاخر منشی محمد فاخر حسین برادر خورد و شاگرد محمد انور حسین تسلیم

آئی ہی راس گردش چشم بتان مجھے
فرقت مین تیری خندۂ گل ہے فغان مجھے
ملک سخن مین نام ہے سکہ بہو بہو
گہنٹی مین بہی بات بڑہی ہم صفیر و نمین
ہنسلی گلی کی ضعف سی ہانسی کلیجہ مین ہے
لیتے ہو تم وہ نام مرا ہچکیاتے ہین
دیکہا تو حسن عشق کا انجام ایک ہے
رو کو زبان کو منہ کو کرو بند کہہ دیا
تسبیح اور جنیئون میں کیا نہین بحث

سو سو طرح سے ستاتا ہے آسمان مجھے
اس دور مین ہے پہر مئی زعفران مجھے
تخت روان سے کم نہین طبع روان مجھے
کنج قفس مین آئی صدائے فغان مجھے
مژدہ کہ یکی حسرت آہ و فغان مجھے
آتی ہین وقت نزع عبث ہچکیان مجھے
پہنا جو اوسنے طوق مین تیریان مجھے
بیوجہ آپ دیتی ہین کیون گالیان مجھے
اوستاد کی تباہی نہین امتحان مجھے

گل ہی تو ہر چمن مین اک آن غنا
کیا اس بساط پر وہ کری میہمان مجھے

زلف دراز یار کو دیکھونگا آج مین
کل شب کو خواب مین نظر آیا دہوان مجھے

کیا جانی باغبان نی اوجاڑ کہ رہ گیا
بلبل وہ ہون نہین خبر آشیان مجھے

اچھی طرح مٹا جو مٹانے کا نام ہو
ای ضعف چشم وہم سی دیکھی نہان مجھے

برسون دلایا نی وہ رنج دے دیا
جسدن ذرا سا دیکھ لیا شادمان مجھے

بی چین لو بس بغیر ہوا لا کے بہار دہونڈہ گیا
دل کا پتا جہان مین ملیگا جہان مجھے

افسوس کیا مصیبت دنیا گلی پڑی
دور جہان ہی حلقہ طوق گران مجھے

پامال کر رہا ہے جو مجہ خاکسار کو
سمجھا ہے یار گرد رہ کاروان مجھے

تنکا بنا دیا غم جانکاہ ہجر نے
آہون کی لی اوڑین لکیئن آندہیان مجھے

ہر دم زبان پہ اوس گل عارض کا ذکر ہے
کیا خوب یاد ہی سبق بوستان مجھے

بیزار ہون جنجال مین دنیا کی ہاتہ سے
راحت کبھی ملی نہ خدایا یہان مجھے

پیری مین بہی ہی ہین جوانیکی ولولے
دکہلاتی ہی بہار کا عالم خزان مجھے

تکلیف فقر و غم مین غلط خوب یاد ہے
دنیا دکہا چکی ہی بہار خزان مجھے

کیا بدنصیب ہون دم داغ اوس ہی پا کے
دنیا مین لیگیا یہ مقدر جہان مجھے

البتہ جانتا ہی شب ہجر یار مین
تہی مطلقانہ کچہہ خبر جسم و جان مجھے

اوس شمع رو کی غم نے گھلایا ہی اسقدر
ملتی کہین بدن مین مرے استخوان سے مجھے

جھپکائی پلکین آپ نے ابرو چڑھائی
دکھلائی نہ غیظ مین تیر و کمان مجھے

شاید عدم مین یاد کیا دوستون نے آج
آتی ہین قیمت و تیغ کی جو ہچکیان مجھے

لاغر جو تھا ملا نہ نکیرین کو مین زار
تار کفن نے قبر مین کھا نہان مجھے

لاکر صبا سنگھاتی ہے ہر روز بوی گل
کنج قفس بھی ہے صفت آشیان مجھے

دل گھر رہا ہے زلف مین پھنستا ہی کیا بلا
ای عشق تو او بہار کی لایا کہان مجھے

آہین جو مین نے کین قد و گیسو کی یاد مین
گلشن مین وہ بھی نظر آیا دھوان مجھے

چرخ خمیدہ نے بھی نشانہ بنا لیا
ناوک لگا رہا ہے ستم کی کمان مجھے

کہتا ہی فخر کرکے یہ ہر روز بام یار
اللہ نے کیا ہی دہم آسمان مجھے

بہر لطف عندلیب سے کچھ گفتگو کا ہو
غنچے کے ہو صدا جو خدا دی زبان مجھے

محشر مین جمع ہونگے جو احباب مر گئے
منزل پہ مل رہے جائیگا یہ کاروان مجھے

دانا ہون مین زمین پہ مشہور دیکھ ہے
پیسی نہ آسیا کی طرح آسمان مجھے

زلف سیہ کہین رخ رنگین یار پر
دکھلا رہی ہے آتش گل پہ دھوان مجھے

کھینچے ظہور جلد وصی کے ہے دعا
دیدار آپکا ہو امام زمان مجھے

افشان چنی جو مانگ مین اوس رشک ماہ نے
گردون پہ شب کو آئی نظر کہکشان مجھے

آہین چمن مین کیون نہ شمشاد بیٹھہ کر
یاد آگیا جو ہین قد سرو روان مجھے

نکلا نکھر کے قمر جامہ زنی ہوئی
اکیشب نہ تنے یاد کیا مہربان مجھے

بیکار وعظ و پند ہی عاشق سے ناصحا
یہ روز کی پسند نہین داستان مجھے

ہی عشق جبسے ناوک مژگان یار کا
خم کر دیا ہی غم نے مثال کمان مجھے

جوش جنون ہوا پہ ہی پیدا کہی صبا
ملبوس کی اوڑا نا پڑین دہجیان مجھے

عاشق سے کیا غضب ہی کشیدہ ہا سدا
سیدہا دیا جواب نہ ابرو کمان مجھے

عالم مین جسکہ چشم حسینانکی گردشین
چکر ترا پسند نہین آسمان مجھے

کہلتا نہین ہو اہی فراست گناہ کیا
ناحق جو دی رہا ہی صنم گہرکیان مجھے

فہیم محمد علیخان خلف نواب محمد عثمان خان صاحب بہادر شاگرد نواب محمد سلیمان خان صاحب

گلزار مین نہین کہ ہو خوف خزان مجھے
بلبل نہین کہ ہو خطر باغبان سے مجھے

شور و فغان سے کام یہان ہر گہڑی رہا
اس عشق نے کیا جرس کاروان مجھے

اوس سرزمین پاؤنگا گردش سے مین فراغ
جس جا نظر نہ آئیگا آسمان مجھے

بوسہ جو مانگا آپ سے مینے بگڑ گیا
دیتے ہین کیون حضور سیلا گالیان مجھے

بلبل یہہ رو کی کہتی تہی افسوس ہی ہی بستر سی اٹہو اوٹہنی کی طاقت نہین ہی	صیاد لیچلا ہی یہان سی کہان مجہے غم نی تمہارے اب یہہ کیا ناتوان مجہے

روز ازل سی عشق تہو نکا جو دل مین ہے
مرغوب جب تو قلیس ہے ہندوستان مجہے

قطب حافظ قطب الدین احمد صاحب خوشنویس ملازم

مطبع اودہ اخبار شاگرد خواجہ محمد مرتضی بقا

۵۶ — ۱۶

فصل بہار ہو گئی فصل خزان مجہے
ہین اوسکی یاد مین رگ نظارہ تیلیان
رہتا ہی ذکر چشم سیہ مست کا زبس
ابرو اودہر چڑہی ہین نگاہین ادہر تیز
منت کی طوق اونکی ٹہر باہی گئی وہان
چہوٹا دہوان گلی کا جو چلمن تونی اٹہا
طوطی کو پر لگادی تعلیم نی مری

جب لی گیا نہ باغ تلک باغبان مجہے
کنج قفس ہی گوشہ باغ جنان مجہے
یاد سی دہوکی دی ہی جدا ای زبان مجہے
دکہلاتی ہین وہ غصہ مین تیر و کمان مجہے
پہنائی آسمان نی یہان بیڑیان مجہے
کالی پری کا ہو گیا ای گل گمان مجہے
کہتی ہی خلق اس لئی شیرین بیان مجہے

ق

دلمین بھرا ہے مثل غبار یکی دود آہ / اوڑ جائیگا فلک پہ یہ لیکر دہوان مجھے

رسی گلی مین باندہ کی لٹکون مثال دلو / آئی نظر جو اوسکی ذقن کا کنوان مجھے

شاید خزان چمن سی گئی آگئی بہار / آتا ہی باغ باغ نظر باغبان مجھے

کیفیت شراب ہی تری ابرو کا بل گھٹا / کمزور رگ پر نظر آئی کمان مجھے

دیدار دخت رز کو کوئی حیلہ چاہیی / کرنی پڑی ہی بیعت پیر مغان مجھے

اک بوسۂ ذقن سی لب خشک تر ہوئے / پیاسا وہ ہون ملا ہی تو اندہا کنوان مجھے

قطرے پسینے کی تری چین جبین پر ہین / تارے دکہا رہی ہی خط کہکشان مجھے

سمجھا فلک کو کوچۂ قاتل کی بین بین / دریا ہی خون ہوئی شفق آسمان مجھے

لب ہون حریص دانہ خال رخ حبیب / چکی مین پیستا ہی عبث آسمان مجھے

مانگونگا بوسہ لاکھ سنائین وہ گالیان / اونکو دہن خدا نی دیا ہی زبان مجھے

گذرین ہین مدتین کہ اسیر قفس ہون مین / کس باغ مین تہا یاد نہین آشیان مجھے

ہون مول تجکو یک کی اوسی سفت ہی نہ لون / یوسف گران ہی یا نہین لوگان مجھے

باغ جہان نہین رہ کی شگفتہ ہو خال دل / کنج قفس سی تنگ ملا آشیان مجھے

کیا شعر کہی خون جگر کہا کی ای قدیر / ملتا نہین جہان مین کوئی قدردان مجھے

آیا ہی یار وصل کی شب عجب حسن سے
کہیہ حال دل کہون جو ہنر و کی زبان مجھے

قاصد دل شگفتہ کو پژمردہ کر دیا
تیرا ہراس ہو گیا باد خزان مجھے

جاتی ہی جیسے طوطی شکر فشان کی جان
اوستاد ہی ملا ہی وہ شیرین زبان مجھے

آخر ہجوم غم نی دکھائی عدم کی راہ
لیکر کشان کشان یہہ چلا کاروان مجھے

اللہ رے وو آہ فراق حبیب مین
ظلمت سرا ہوا ہی یہہ سارا جہان مجھے

مہندی ملی جو ہاتھ مین مین رنج ہو گیا
چھریان لہو بھری ہین تری وہ انگلیان مجھے

دوران سری سر نہین اٹھتا زمین سے
گردش دکھا رہا ہی نئی آسمان مجھے

سر گرم رہائی ہوتی ہی الفت کی چال سے
بعد از فنا یہہ حال ہوا ہی عیان مجھے

دیکھی حنائی ہاتھ تو دل ہو گیا کباب
تیر شہاب ہو گئین وہ انگلیان مجھے

ابرو کا ہی فراق تو دنیا کو ترک کر
سکھلا رہی ہی گوشہ نشینی کمان مجھے

مضمون جو ڈھونڈہ گیا گل رخسار یار کا
لکھنے کو مل گیا قلم گلفشان مجھے

خاموش ہی ہوا تو یہہ کہتی ہین نالہ گر
دلسی پسند آئی ہی تیری فغان مجھے

ہو گا اسیر زلف کی پہندی مین دل میرا
جکڑ لیگی ایک دن یہہ تری ریسمان مجھے

وہ ناتوان ہون اشک کی طوفان مین گیا
دامان آہ سرد ہوا بادبان مجھے

اصلاح کا ہی فیض جو کوکب چمک گیا
ورنہ یہہ پہلی نور تہا حاصل کہان مجھے

شعلہ رخوں کی وصف جو لکھتا ہوں یک قلم
شاعر گمان کرتے ہیں آتش زبان مجھے

مجنوں کی صبح و شام یہی تھی سدا دعا
لیلی کی لوں مہار بنا ساربان مجھے

کرتا ہوں وصف تیری فصاحت کے جو رقم
سحبان جانتے ہیں فصیح زبان مجھے

کعبہ سے دوستی ہے عداوت نہ دیر سے
میری جگہ وہی ہے ملو تم جہان مجھے

کسکے دہن کے عشق میں شیریں کلام ہوں
گویا بنا گئے لب کام و زبان مجھے

کرتے ہیں غیر رحم میری حال زار پر
پیہم خبر یہ دیتی رہیں ہچکیاں مجھے

موئی میان یار کے مضموں پائے ہیں
یہ لوچھونگا جو کوئی ملا غیب دان مجھے

قاتل نے اپنے کشتوں میں مجکو گنا نہیں
چھوڑا اجل نے دیکھ کے کیا ناتوان مجھے

مشکل ہوا ہے آنکھ اوٹھانا یہ ضعف سے
در دیدہ کس نظر نے کیا نیم جان مجھے

کس جذب دل سے منزل وحشت میں اے صبا
نالہ چلا ہے لیکے سوئے کاروان مجھے

رو دو نہ یوں ہٹو کہ ہوا خاتمہ بخیر
اوٹھو یہاں سے آتی ہیں اب ہچکیاں مجھے

دنیا کے قید خانہ میں میں وہ اسیر ہوں
تعظیم اوٹھ کے دیتی رہیں بیڑیاں مجھے

قاتل کے ہاتھ تھک گئے گردن کٹا سکی
تقدیر نے جواب دیا تو کہاں مجھے

میں چوڑیاں سے بھی ہتکڑیوں کی عوض
پہنا دی عکس زلف کی اب بیڑیاں مجھے

دکھلا دیہ لطیف سے تاریخ مہدوی
اے کبریا مزار شہ انس و جان مجھے

۴۶ ۱۰ مہدوی

بولا کلیجہ ہجر مین منہہ سے نکل پڑون
دم بہر اگر نفس سے ملے نردبان مجھے

دنیائے بے ثبات مین ہون عندلیب زار
پانی کے بلبلے مین ملا آشیان مجھے

احباب چل بسے مین گنہگار رہ گیا
بہاری تھا بوجھ چھوڑ گیا کاروان مجھے

آگر چھپا لحد مین تو وہان بھی ہوا فشار
پیسا زمین نے بھی صفت آسمان مجھے

بلوا کر بلا مین لطافت کو یا حسین
اب قہر ہے سکونت ہندوستان مجھے

۲۱ **ایضاً** ۶۱

لکھنا ہے آج یار کا عنقا دہان مجھے
فکر رسا ملی پہ عنقا کہان سے مجھے

ہنستے ہین زرد دیکھ کے غنچہ دہان مجھے
اے رنج کیون کیا صفت زعفران مجھے

ایجا ہی یہ کہ آئینہ یار کی ہو سبیل
کانٹے دکھا رہے ہین جو سوکھی زبان مجھے

تیر انگنی کی بیچ جو کرتی ہین میری خم
جھک کر سلام کرتی ہی اونکی کمان مجھے

کشتی چشم کی ہی صدا کیون نہ ہون روان
آنکھون کی چادرون کا ملا بادبان مجھے

اوس زلف مین ہے طائر دل کی ہی صدا
ہمصفیر کہتے ہین عنبرین آشیان مجھے

جل جل کے شمع سے کہی بزم مین کلام
کہتی ہی شمع آج ملا ہمزبان مجھے

دیکر صدا اگر دملال آہ کا دھوان
بخشی نئی زمین نیا آسمان مجھے

پیری سے مین خمیدہ جوانی سے تم ہوے
تمکو خدا نے تیر دیا ہے کمان مجھے

دریای اشک مین ہی وان کشتی امید
اے ناخدا نہین ہوس بادبان مجھے

آئینگی جب نظر زر داغ جنون مری
مانند گنج خاک کری گی نہان مجھے

قاتل خدا کیواسطے قصہ تمام کر
جاتا کہان ہے چھوڑکے تو نیم جان مجھے

زردی رخ کو دیکھکی ہین خندہ زن رقیب
بخشا فراق نے اثر زعفران مجھے

بدلی شب فراق سے روز وصال یار
یہ انقلاب جلد دکھا آسمان مجھے

سمجھا مین گھر کو پردۂ ظلمت شب فراق
آیا نظر جو آہ کا ہر سو دھوان مجھے

بدنام کیون اجل کو کرون مین آے غم
کرتا ہی قتل ہجر مین عشق بتان مجھے

حاصل ہوا ہے عہد ضعیفی مین وصل یار
پیری مین کیا ملا ہی یہ بخت جوان مجھے

کوئی نہین کسی کا برے وقت مین شریک
فرقت مین چھوڑ دیتی ہی تاب و توان مجھے

بیچل جنون باغ جہان انقلاب ہو
ہی یہ زمین پسند نہ یہ آسمان مجھے

گلہای زخم تن جو کھلی دل نی آہ کی
دکھلائی اس بہار نی باد خزان مجھے

فریاد و آہ و نالہ و رنج و غم و ملال
دو چار ہاتھ آئی ہین یہ مہربان مجھے

افتادہ وہ ہون میں کہ نہ قیمت مری او تھے
لیجاے بیچنے کو اگر کاروان مجھے

آمادہ مرگ پر ہون مگر ہی یہی حجاب
آسے نظر نہ زیر زمین آسمان مجھے

لاغر کیا ہے ایسا مقرب فراق نے | سر بھی ہوا ہے جسم پہ بار گران مجھے

مشتری الطوائف ساکن لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس تخلص

۶۳ — ۱۴

لیجائے خوبرویوں کا جو کاروان مجھے
رہنے ہوں ہم نہ بائے کوئی ساربان مجھے

آزار ہجر کا نہیں ممکن کوئی علاج
بوسہ لے جو لب کا تو صحت ہو یان مجھے

رہتا ہے ذکر عارض گلرنگ کا ترے
ان ورد سے حفظ ہو گئی کیا بوستان مجھے

اشعار خ چشم ایسا تو حاضر جواب ہے
مشکل ہے کھولنا تری آگے زبان مجھے

وہ دن گئے جو ہوتی تھیں نغمہ سرائیان
اب تو ہے شغل گریہ و آہ و فغان مجھے

وحشت میں اسلئے تری انگلی یاد ہے
درکار پاؤں کے لیے ہیں بیڑیان مجھے

بعد فنا مزار وہیں چاہیے ضرور
کوچہ ہے اپنے یار کا رشک جنان مجھے

اگر اجل نے سر پہ سبکدوش کر دیا
تھا فرط ناتوانی سے جینا گران مجھے

غیروں پہ راز عاشق و معشوق کھل نہ جائے
اسواسطے ضرور ہے ضبط فغان مجھے

جنجال میں پڑی نہ بھلا کس طرح دل
ایک ایک تار زلف ہوا ریسمان مجھے

سمجھا کہ اپنے دام میں عنقا پھنسا لیا
آیا نظر کبھی جو تمہارا دہان مجھے

تیوری چڑھی ہے انکی نگاہیں بھی تیز ہیں
ہے خوف آج دیکھکے تیر و کمان مجھے

لذت اوٹھاؤں یار تری خوان حسن کی
اخلاق سے بلا تو کبھی میہمان مجھے

[illegible]

باغ جہاں میں چاہ زنخدان یار سا — آتا نہیں نظر کوئی شیرین کنوان مجھے

دیکر متاع دل جو لے مول لیجئے — سودا لے زلف یار نہیں ہی گران مجھے

تو دو بنا دیگا میں تجھے تیر آہ سا — ای آسمان جھکا کی کیا کیون کمان مجھے

محمود جا کی ملک عدم کی جو سیر کی — آئین نظر وہان بھی بہی بستیان مجھے

65 **مشرف مرزا مشرف حسین لکھنوی** سنہ ۲۵

عشق خدا ہی باعث عشق بتان مجھے — ناقوس کی صدا ہی صدائی اذان مجھے

کرتا نہیں پسند کوئی میزبان مجھے — تقدیر نے بنایا ہے وہ میہمان مجھے

دم بھر کبھی کرینگا نہ پیشا وہان مجھے — پیسے گا آسیا کیطرح آسمان مجھے

سنتا ہوں جب میں تذکرہ آن کہی جگہ — آتا ہے یاد ایک صنم کا بیان مجھے

منہ سے وہان نکلتا ہے ہمراہ آہ کے — پہونکے کہین نہ آتش سوز نہان مجھے

رہتا تہا میں عدم میں یہانسے غرض نہی — تقدیر لائی ہائی کہانسی کہان مجھے

ساقی فراق یار میں آگے مری نہ لا — بدتر ہے زہر سی یہ مئے ارغوان مجھے

خو ہو گئی ہے ظلم اوٹھانیکی اسقدر — معشوق دل ہی بہتا ہی بیدار سان مجھے

دیر و حرم میں شیخ و برہمن ہیں جبہ سا — سجدہ ہی کو جا ہی ہی تیرا آستان مجھے

[illegible]

66 **منصف** [illegible]

[illegible]

ایسا ہجوم غم نے کیا ناتوان مجھے
سہہ ہے جامہ حیات بہی تن پر گران مجھے

قاتل غضب ہے شمر سبکدوش کر گیا
سر ہے ترے فراق مین بار گران مجھے

مژگان کا اوسکی دشت تصور مین ہے خیال
ہر خار راہ کیون نہو نوک سنان مجھے

سمجھا کہ یہ بھی تہا غم یوسف مین مبتلا
اندہا اگر کوئی نظر آیا کنوان مجھے

قوسین کا گمان ہے تری ابرووں پہ یار
[illegible] دکھائی دیتی ہے کہکشان مجھے

انمین بھی عارفونکی دعا و دعا کا ہو اثر
[illegible] ہے عمر دیتی ہو جب گالیان مجھے

آئی اگر نہ بہر عیادت مرض مین بھی
بتلائیے تو پائیگا پھر کہان مجھے

موہی کمر نہین ہی تو ہی ناف کس جگہ
کھلتا نہین ہے عقدہ راز نہان مجھے

کعبہ کا بہی ارادہ ہے اب قصد دیر بھی
دیکھون کہ لیکی جائی مقدر کہان مجھے

جز سیر کام گل سے نہ الی سے ہے غرض
مانع ہے سیر باغ سے کیون باغبان مجھے

اوس برق وش کے ہجر مین بارش کا [illegible]
ابر سیہ رولاتا ہے بنکر دہوان مجھے

قائل ہون خاک واعظ ممبر نشین کا
نیچے دکھائی دیتی ہے اونچی دکان مجھے

ناصح کسطرح مرا مجروح ہو جگر
طعنے تری زبان کے ہین نوک سنان مجھے

تیوری چڑہی اودہر تو پڑی دل مین [illegible]
بے تیر زخمی کرتی ہے اوسکی کمان مجھے

منصب مین ہر بلا سے نہو لگا پناہ
منشکا کا نام ہے اب حرز جان مجھے

وہان بزم یار مین مرا شاید ہوا ہے ذکر — آتی ہین دیر سی جو میان ہچکیان مجھے

پچھلے پہر سی چھیڑنے کو وہ کہا کئی — دیکھو سنائی دی ہی وہ صدای اذان مجھے

منظور ہے اسے کہ چلین تیر آہ کے — خم کر کے آسمان سنے بنایا کمان مجھے

غیرون کے سامنے تو مری بات رکھی — بوسہ دیا لبون کا جو ای جانجان مجھے

زلف صنم کا عشق ہوا اور بھی سوا — آیا نظر جو آہ کا اپنی دھوان مجھے

ہے دل چلی رقیب کا کوچہ مین تیرے دخل — وہ رخ سی ہو نہ یاد وہ یہ باغ جنان مجھے

اسی بجز حسن ساعد و بازو کے عشق نے — مچھلی کیطرح خاک پہ رکھا طپان مجھے

سودا ہی اوسکے حلقۂ گیسو کی عشق مین — جلد از جلد لا کے پہنا بیڑیان مجھے

غافل نہین ہون حسن خداداد سی کبھی — رہتا ہی خواب مین بھی خیال بتان مجھے

کہتی ہے عندلیب یہ فصل بہار مین — گلشن مین یا خدا نہ وہ کہتا خزان مجھے

رہتے ہو شبکو گھر مین رقیبون کی اے صنم — اکدن نہ ہمسر از کیا مہربان مجھے

فرقت کی چاندنی مین کہا دل ہی ہو چکے — جلوہ نے ماہ کے ہے بنایا کتان مجھے

اکلی بہار مین ہی یہ واعظ کا بھی کلام — کہدین مرید حضرت پیر مغان مجھے

نصرت مرے مزار پہ آکر چڑہائی پہول — اوس گل نے بعد مرگ کیا شادمان مجھے

ن

ایسی ہوئی ہے نرمی دل عام جسم میں
کہتی ہے خلق پیکر بے استخوان مجھے

سوہان روح ہے مجھے فرقت میں یار کی
تیغ اجل ہے موجۂ آب روان مجھے

ازبسکہ گھل گیا ہوں نہیں تاب فراق میں
کہتا ہے کوئی گوشت کوئی استخوان مجھے

بلبل کا ہمنشین جو ہوا جا کے باغ میں
سمجھی وہ لاغر ایسی خس آشیان مجھے

مدنظر ہے دیکھنا بسمل کے رقص کا
قاتل نے اپنی ہے رکھا نیمجان مجھے

ناسخ مری نگاہ میں ہے پست ہی بلند
تحت الثریٰ ہی فوق نہم آسمان مجھے

۶۹ نور میر وزیر صاحب ۱۶

دیتا نہیں ہے بوسۂ چشم و دہان مجھے
باتیں بگڑ سناتا ہے وہ بدزبان مجھے

ساقی نہ دیگا جام اگر تو یہان مجھے
بھر کے دینگے ساقی کوثر وہان مجھے

مانگا جو میں نے بوسۂ رخسار آتشین
کہنے لگی خوش آتی نہیں گرمیان مجھے

نالہ کشی کو قافلے والے جرس کہتے ہیں
سمجھے ہوئے ہیں کیا جرس کاروان مجھے

دی میں نے جان عشق میں اک مہ جبین کے
دینا کفن میں چادر آب روان مجھے

کہتی تھی عندلیب یہ دنیا میں بہار
رہنے دی شاخ گل پہ تو اے باغبان مجھے

میخواریاں ضرور ہیں عہد شباب میں
لازم ہوئی اطاعت پیر مغان مجھے

ن

ایضاً

بعد فنا ہے کون کسیکا رفیق و یار
تنہا لحد مین چھوڑ گئے ہمرہان مجھے

عشق کمر یہی ہے تو اک روز دیکھنا
کر دیگا چشم وہم و گمان سے نہان مجھے

دیتے ہین بیگناہ ہزارون وہ گالیان
دکھلا رہے ہین جو ہر تیغ زبان مجھے

کس طرح نشہ ہو نہ ہرن میری آنکھ سے
نرگس کی یاد آتی ہین بدمستیان مجھے

حاصل ہے زندگی مین مزا سب فشار کا
سینہ پہ داغ ہجر ہے سنگ گران مجھے

دریا مین غسل دینا نہ مجھ ناتوان کو پاس
لیجائین گی بہاکے میری ہڈیان مجھے

اے نور شغل شعر و سخن ہے تو ایک دن
ملجائیگا کوئی نہ کوئی قدردان مجھے

وقار بخشی نوندہ رائے صاحب شاگرد منشی میڈو لال صاحب مرحوم متخلص بہ زار

گر خاک ہون دکھائی نہ دیوا آسمان مجھے
افتادگی بلند کرے ہے زمان مجھے

نظروں سے جہروش نے گرایا کہان مجھے
نیچا دکھا رہا ہے فقط آسمان مجھے

گر ہون غبار راہ کہین سب دہوان مجھے
سمجھے فلک مین زمین آسمان مجھے

عیسی نبی تھے خوب کیا معجزہ عیان
منہ کو چھپا لیگا یہ درد نہان مجھے

گھٹکا مٹے رقیب کا مین بھی نہال ہون
جھٹکے مین باندہ دے جو کہین باغبان مجھے

اولٹا اثر ہے روتے ہین سب مجھکو دیکھکر
زردی ملی ہے گو صفت زعفران مجھے

فصل بہار باغ کا ہے رنگ اگر یہی
کرنی پڑیگی بیعت پیر مغان مجھے

بوسے ہوئے جو خال لب یار کے نصیب
اہل کمال کہتے ہین اب نکتہ دان مجھے

قید قفس سے اپنی رہائی محال ہے
یکسان ہین اس سبب سے بہار و خزان مجھے

بیجا نہین جو آہ رسا پر ہے مجکو ناز
گویا ہے بام عرش کی یہ نردبان مجھے

میرا بھی دل شگفتہ جبتک کہ [illegible] پھول
مانع نہ سیر باغ کا ہو باغبان مجھے

چلیے کہین گے قامت موزون کی [illegible]
گوشہ نشین کریگا وہ ابرو کمان مجھے

شکر خدا کہ اونسی یہ پیدا ہوا ہے ربط
اب اپنے جسم کے وہ سمجھتے ہین جان مجھے

فصل بہار مین بھی گریبان بہت سکا
زور جنون نے خوب کیا ناتوان مجھے

[illegible] ہونگا مین ضرور تیرا سنگ آستان
کھینچے گا دار پر بھی اگر داربان مجھے

کیونکر سنو نہین حضرت ناصح کے پند کو
اب تو نہین ہے طاقت ضبط فغان مجھے

اے ضعف دیکھ بہال کے تن کو گھلا دیا
درکار ہین پئے سگ یار استخوان مجھے

یان فرط ضعف سے نہین اوٹھتے ہین پانون تک
صداد تو [illegible] ہے کیون [illegible] مجھے

وہی غزل کہونگا بدل کر ردیف اور
منظور اپنی طبع کا ہے امتحان مجھے

[illegible]

کیا پر لگا کے اوڑ گئے یاران رفتگان — ملتا نہین کسیکی قدم کا نشان مجھے

قدرت خدا کی انکہونکو آگی ہے جلوہ گر — مشعل دکہا رہا ہی جمال بتان مجھے

سمجھے ہوئی ہین اپنی کو وقت خدنگ ناز — تاکی ہوئی ہے وہ بت ابرو کمان مجھے

اچہا تو ہے جو پیس کے سرمہ کری فلک — منظور یہی ہی نیت چشم بتان مجھے

پہونچا ہی لاغری سے یہ اب حال جسم زار — کانٹے مین تولتی ہین مری استخوان مجھے

لگی ہی دل کو لو نہ کہین شمع طور کی — بہڑکا رہا ہی شعلہ حسن بتان مجھے

ہچکی لگی ہی موت کی کیون آج ای اجل — کرتا ہی کون یاد سے امتحان مجھے

ساقی بغیر پیرتی ہی حلق پر چہری — کرتی ہے ذبح موج مئی ارغوان مجھے

اسقدر ہی تیرگی جو نہو تا چراغ داغ — ملتا شب فراق نہ اپنا نشان مجھے

تیر مژہ ہو دلمین ترازو عجب نہین — نظروں مین تولتا ہی وہ ابرو کمان مجھے

رکہتی پہرین نہ خاک مین مشت استخوان — پوچھی اگر ہما ہی سعادت نشان مجھے

ایسا نہ مین گرا تہا کہ پہر اوٹھ کی دوڑتا — کب تک پکارتا جرس کاروان مجھے

دل بہی ہوا نصیب تو لبریز آرزو — انکہین ملین تو محو جمال بتان مجھے

حسن بتان سی شمع تجلی کی لو لگے — پہونچا دیا خدا نے کہان سے کہان مجھے

صبح شب وصال مین دیکھون جو آنکھ سے — نقارۂ کوچ کا ہوا آہی اذان مجھے

غزلیات سخن گستران و معنی پروران کانپور

اس خطہ پر سرور مین بہی بزم مشاعرہ کی تجویز کر کے مصرع ہذا ؎ دل نالہ کش ہی نالۂ مرغ سحر کی ساتھ ؎ خدمت مین عالی شعرا کے بہیجا لیکن ہنگام معاودت سفر ذیل بوجہ علالت طبیعت حضرت سیاح صاحب یوم مقررہ پر نہ پہونچ سکے۔ جب لکھنؤ سے بقصد معاودت سورت کانپور مین رونق افروز ہوئی ماہ صیام نے بزم مشاعرہ منعقد نہونے دی۔

احمد تخلص غلام احمد خان شاگرد منشی احمد حسن خان متخلص بہ عروج

جاتا ہون کہہ ہی یار مین اسکے دہر کی ساتھ	شوکت کی ساتھہ زور کی ساتھہ اور زر کی ساتھ

۲۰ — ایضاً — ۱۵

یون عاشقون کا مجمع ہے اُس سیمبر کی ساتھ
انجم کی فوج رہتی ہی جیسی قمر کی ساتھ

الفت مری رخونکی ہی جان و جگر کی ساتھ
سودا ہی زلف یار ہی عاشق کی سر کی ساتھ

سارا خزانہ لیگی گیا سر پہ دہر کی ساتھ
قارونکو انتہا کی محبت تھی زر کی ساتھ

دشمن کو ناتوان نہ سمجھنا کبھی دلا
کھٹکا شکست کا ہی لگا ہی ظفر کی ساتھ

رندونکو وجد کیون نہ ہو یہ حال دیکھکر
صوفی بھی رقص کرتی ہین مطرب پسر کی ساتھ

بحر فراق یار مین ہین ناتوان و زار
مانند کاہ گھوم رہا ہون بھنور کی ساتھ

فرقت مین دل کی واسطی کیا الم نہین
سو آفتین لگین ہین خدا کی ہی گھر کی ساتھ

رندون سی واعظا تجھی کیون ہی یہ دشمنی
دریا مین رہکی بیر یہ کیسا مگر کی ساتھ

دیکھون تو باغبان مجھی کیونکر ہی روکتا
گلشن مین جاؤنگا مین نسیم سحر کی ساتھ

بیبلان بوسہ لب شیرین ہی اسقدر
جسطرح چیونٹیونکو ہی رغبت شکر کی ساتھ

مدت سی ہمکو خانہ بدوشی کا ہی مزا
گھر ہی ہماری ساتھ تو ہم بھی ہین گھر کی ساتھ

شبہای تار مین ہین مشعل کی صباح
ہی نور رخ کی ضو مری رشک قمر کی ساتھ

رنج فراق فکر معیشت ہوائی وصل
کیا کیا لگا دئی ہین بکھیری بشر کی ساتھ

عارض ہین گل انار ہین پستان قد مین سیب
ہین نخل قد یار مین گل بھی ثمر کی ساتھ

دیکھا تو ہاتھ خالی ہیں دونوں کی قبر مین
مفلس کے ساتھ کچھ نہ گیا اہل زر کی ساتھ

دیتا جواب بلبل بستان کو کسطرح
کرتا برابری مین بھلا جانور کی ساتھ

زیبا نہیں جو شکر کہوں قد یار کو
نسبت بشر کو ہو نہیں سکتی شجر کی ساتھ

عیسائیوں کو عید ہو مومن کے دل کو رنج
کیا باندہو نہیں ساق کو عیسیٰ کے خر کی ساتھ

روز جزا کا خوف ہو کافر کو کسطرح
فضل خدا ہی امت خیر البشر کی ساتھ

اصغر منشی اصغر علیصاحب

سرمہ نہ ملکی یار کی ترچھی نظر کی ساتھ
کیا کیا ستم کیے دل و جان و جگر کی ساتھ

اک دن بھی دل مین یار کی کرتی نہین اثر
نالی بھی بی اثر ہین دل بی اثر کی ساتھ

دیکھین تو قید کرکی وہ صیاد بیوفا
کسطرح پیش آتا ہی مجھ بے پر کی ساتھ

مضمون دقیق وصف سراپا مین ہے رقم
تار نظر کو باندہا ہی موئی کمر کی ساتھ

ہمراہ کچھ بھی گنج لحد مین نجائیگا
اعمال اپنی جائینگی سب عمر بھر کی ساتھ

قلعی کھلیگی آئینہ مہر و ماہ کی
چمکی وہ پیش یار اگر کرو فر کی ساتھ

جو کچھ ہی نقد و جنس یہین چھوٹ جائیگا
اصغر جہانسی جائیگا کیا اہل زر کی ساتھ

اوس مہ کی ساتھہ بیٹھنا ہنگو نا جسطرح
جیسی جگو بیٹھنا ہی شب کو قمر کی ساتھہ

غارت ہوں یا الہی یہ گھڑیاں اس گھڑی
خون اپنا گھٹتا جاتا ہی دم گجر کی ساتھہ

کوچی کا گر پتا تجھی دلدار کا ملے
آنا خدا کی واسطی قاصد خبر کی ساتھہ

جان اپنی کہو کی کیوں نہ ہزاروں نثار ہوں
پہولا پھلا یہ نخل ہی ناصح ثمر کی ساتھہ

صیاد ہمکو برسوں ہوئی دام میں تیرے
آزاد کردی اب نظر بعض اثر کی ساتھہ

مجھہ ناتوان نی یار کو دیکھا جو باغ میں
اوڑ کر پہونچ گیا میں نسیم سحر کی ساتھہ

اسد رہی ضعف یار کی آنکھوں میں کہ گیا
اوٹھہ آئی ہم زمین سی تار نظر کی ساتھہ

نوبت یہ پہونچی عشق میں او گلبدن تیرے
خون دلسی اب ٹپکتا ہی خون جگر کی ساتھہ

تالونکی کسکی ہی پس دیوار یہ صدا
میرا بھی دل تڑپتا ہی اس نوحہ گر کی ساتھہ

پرہیز چاہیے تمہیں ان لوگوں سی صنم
گھر اپنا کیوں ڈبوتی ہو غیروں کی گھر کی ساتھہ

رونا یہی ہی جی کو کہ ہی نیست تابکی
دم بھر میں چھوٹ جاتی ہیں [illegible] کی ساتھہ

پیچ ہی کیا کمال رخ و زلف یار کی
الجھی ہی رات سی یہ ضیا ہی قمر کی ساتھہ

پہونچا کی قبر تک مجھی احباب پھر پڑے
چلتا نہیں کوئی بھی عدم کی سفر کی ساتھہ

برگشتہ ایسی ہوگئی تقدیر اندنوں
سب پھر گئی پھر ایسی صنم کی نظر کی ساتھہ

جل جل کی خاک ہو نہ پتنگا یہ چال چل
ہو جائی اپنا وصل جو اوس سیمبر کی ساتھہ

جلجاسی گا سحاب اگر سامنا ہوا — بجلی بہی آہ کی ہی مری چشم تر کی ساتھہ
فارغ ہی کون عالم کون و فساد مین — جھگڑی ہزارون ہین متعلق بشر کی ساتھہ
توام ہوئی ہی خلقت جسم و الم یہان — ہی سر کی ساتھہ درد تو ہی درد سر کی ساتھہ
کس سی مثال دون لب و دندان یار کو — شرم آتی ہی کہ باندہئی لعل و گہر کی ساتھہ
لیکر جواب خط جو وہ اب تک نہین پہرا — ایدل کہین وہ آتی نہون نامہ بر کی ساتھہ
پہر فرباز پرس کی شیدا کو غم نہین — جنت مین جائیگا شہ جن و بشر کی ساتھہ

صادق سید جعفر علی

۸ — ۲۷

گیسوی مشکبو ہین رخ سیمبر کی ساتھہ — گویا سواد شام ہی نور سحر کی ساتھہ
ای غافلو جہان مین اجل ہی بشر کی ساتھہ — دو گز کفن کمر مین ہو زاد سفر کی ساتھہ
آتا ہی یون ہی رزق عدم سی بشر کی ساتھہ — دریا مین آب و دانہ ہو جیسی گہر کی ساتھہ
ہون لاکہہ پیچ و تاب پڑی ہین بل پہ بل ہزار — زلف سیاہ یار کا سودا ہی سر کی ساتھہ
تقصیر کیا جو آپ کا عاشق ہی یہ غلام — الفت بشر کو ہوتی ہی جنابِ بشر کی ساتھہ
سٹ پا گئی فراق مین سیماب کی طرح — سونا ہو انصیب اوس سیمبر کی ساتھہ
نوک مژہ کا عشق نجائیگا عمر بہر — پیکان تیر یار رہیگا جگر کی ساتھہ
گذری شب وصال وہ جاتی ہین اپنی گہر — پہاڑون گا مین ہی اپنا گریبان سحر کی ساتھہ

صادق ہی جو عاشق خدا کی جناب میں | محشور ہوں میں حضرت خیر البشر کی ساتھ

۹ **صابر** ۱۹

دل کو مری ہی عشق شہ بحر و بر کی ساتھ
ہمسنگ کس طرح میں ہوں لعل و گہر کی ساتھ

چلتی ہی سرد سرد ہوا ابر تر کی ساتھ
آؤ شراب خوب پئیں پیٹ بھر کی ساتھ

ہوش جنون میں چیخ اوٹھا جانور کی ساتھ
دل نالہ کش ہی نالۂ مرغ سحر کی ساتھ

کیا جانی پچھلی رات میں کیا یاد کر کی ساتھ
دل نالہ کش ہی نالۂ مرغ سحر کی ساتھ

عشق بتاں میں جاتی ہی سودا سر کی ساتھ
اور درد دل کی ساتھ ہو سوزش جگر کی ساتھ

مضمون غیر سوی میاں باندھتا ہیں
نازک ہوا خیال بھی میر کمر کی ساتھ

بت بنگئی وہ ایسی کہ کچھ بولتی نہیں
اللہ ری یہ دبدبہ لب کا بشر کی ساتھ

جان و تن و حواس میں کیا تفرقہ پڑا
چھوٹی ہیں کیسی بعد فنا عمر بھر کی ساتھ

متحد صفات بعض کو بعضوں کو متحد ذات
کیا کیا تشخصات لگی ہیں بشر کی ساتھ

بی آب و دانہ ذبح ہوا مرغ نامہ بر
بیرحمی اوسنی کیسی یہ کی مشت پر کی ساتھ

ہنگام بار جھکتی ہی ہر شاخ پر ثمر
لازم ہی انکسار بشر کو ہنر کی ساتھ

ای اشک چشم خون جگر کا رہی خیال
لازم موافقت ہی بہت ہمسفر کی ساتھ

روحی جسد کو دیکھتی ہی جان و حواس
ملک عدم روانہ ہوی کیا ہنر کی ساتھ

یہ کیا ہوا جو غیر کے ہمراہ ہو گئے
ای جان تم تو کہتی تھی جھوٹ ہینگا مری ساتھ

کون آج کل ہی جو ہر ذاتی کو پوچھتا
عزت بس اس زمانہ میں ہی سیم و زر کی ساتھ

دنیا کی لوگ طمع سی خالی نہیں کبھی
جو بار ور ہو رکھتی ہین انس و سن شجر کی ساتھ

کرتی ہین عیب جوئیان اہل کمال کی
کیا بغض ہو گیا ہی جہان کو ہنر کی ساتھ

کم ظرف ناز کرتی ہین دنیا کی مال پر
گل باغ میں جو آتی ہین خندہ ان تو زر کی ساتھ

میری ہی آشیان کی سبب سے قلم کیا
گلچین کو دشمنی تو نہین ہی شجر کی ساتھ

اس بات ہین بات کرینگے نہ خوب ہے
تشبیہ اونکی لب کو بھلا کیا شکر کی ساتھ

روشن شب وصال ہی سامان لگ ہی
پیرانو اپنا کوچ ہی شمع سحر کی ساتھ

اللہ ری اثر ترا عشق میان یار
تشبیہ جسم زار ہی اونکی کمر کی ساتھ

دل نی مزا اوٹھایا ہی آفت نہین زبان
کیا کہی بات کیا ہی وہ اونکی نظر کی ساتھ

کسکا ہی انتظار دل نامراد کو
ہین کان شام سی لگی آواز در کی ساتھ

گیسو و روی یار کا اعجاز ہی بنا
ہی صبح ساتھ رات کی ور شب سحر کی ساتھ

دندان لب کی عشق کی تاثیر دیکھنا
آنسو روان ہین آنکھ سی لخت جگر کی ساتھ

ہون محو اوسکی یاد مین ہم لا ابن اک جہان
باتین نہ کسطرح کرون دیوار و در کی ساتھ

رکھدیا سنگ قبر میں ای بت پہ حنا
پتھر ضرور چاہئی شوریدہ سر کی ساتھ

آمد سے جو باغ مین اوس نونہال کی — شمشاد و سرو پہول گئی اوس کی ساتھ
قصر جنان سے کام نہ گلزار خلد سے — مجکو تو عشق ہے اوسی دیوار و در کی ساتھ
ممنون ہے صبا بہی ہونگا تمام عمر — ایکبار بوی زلف ادہر الا خبر کی ساتھ
اپنی رخ صبیح سے دیتے ہین جو مثال — منظور اختلاط ہے شمس و قمر کی ساتھ
فصل بہار ہے مین تو ہے چاندنی کا لطف — گلگشت کی لئی کبہی چلئی قمر کی ساتھ

کاظم کاظم حسین

سنہ ۱۲ — سنہ ۱۹

یہ دو شفیق خوب ہین مجہہ نوحہ گر کی ساتھ — آہین جو دل کی ساتھ تو نالی جگر کی ساتھ
دامن گی کا عیش گیا اپنی گہر کی ساتھ — جز بیکسی ہے کون دل نوحہ گر کی ساتھ
زاہد شب فراق مین بانگ اذان نہین — دل نالہ کش ہے نالہ مرغ سحر کی ساتھ
کیونکر نہ بیقرار ہون لکہکر مین خط شوق — دل ہے تلاش یار مین نامہ بر کی ساتھ
فرقت کی رنج وصل کی امید خوف مرگ — کیا کیا بلائین خلق ہوئی ہین بشر کی ساتھ
صحبت اثر دکہاتی ہے آخر کو ایکدن — رہئی اگر جہان مین تو اہل ہنر کی ساتھ
غیرونکی سامنی ہین مخاطب مری طرف — کچہہ خیر دلمین آئی تو اوس شوخ و شر کی ساتھ
کیا دور ہے جو پہاڑ کی دام شب فراق — اوڑ جای مرغ روح نسیم سحر کی ساتھ
چہپکر شراب ناب پیو ای جناب شیخ — انسان جو کوئی عیب کری تو ہنر کی ساتھ

مہر عرب سے گریہ جبریل نے کیا
صدمہ ہوا چکور کو شق القمر کی ساتھ

گر حور سے نہین تو پری سے ملائیگا
دنیا مین ہی بشر کا مقدر بشر کی ساتھ

نادان بنکی پوچھتی ہین وہ بہار مین
پھولی پھلی گا سرو چمن کس شجر کی ساتھ

صبح شب وصال قیامت کی صبح تھی
نوبت جو نوبتی نی بجائی گجر کی ساتھ

دشمن کو اپنی دوست سمجھتی رہی مدام
گذری ہماری عمر ہی بیخبر کی ساتھ

کاٹا ہی اسنی ہمکو وہ کاٹی رقیب کو
ایک اور سانپ پالتی زلف دوتہ کی ساتھ

پا زو بستہ ہی ہین بلبل دلگیر زار ہے
صیاد کا سلوک ہی شکستہ پر کی ساتھ

روتا ہی زار زار دل زار راہ مین
اک قافلہ ہی غم کا مری ہمسفر کی ساتھ

معشوق کوئی مفت بھی لیتا نہین اوسے
میوہ فروش بیچتی ہین دل ثمر کی ساتھ

دیکھا ہی خواب مین لب دندان یار کو
اک لعل شب چراغ ملی گا گہر کی ساتھ

بخت سیاہ آج سنیچر اوتر گیا
کیوان ایک دم ہی دس مشتری کی ساتھ

فاخر تخلص منشی محمد فاخر حسین برادر خرد شاگرد منشی محمد انوار حسین تسلیم

داغ فراق لالہ رخان ہی جگر کی ساتھ
سودا ہی سرنوشت مین کاکل کا سر کی ساتھ

چھاتی پکڑ کی یار کی بوسہ بھی لی لیا
توڑا ہی آج پھول بھی ٹہنی ثمر کی ساتھ

مالا مین موتیون کی ہو قطبی عقیق کی
آہین کبھی تو لخت جگر اشک تر کی ساتھ

اعمال نیک چاہیی دنیا مین زاہدو
گلشن بحق شاہ شہیدان و مرتضی

جائینگی تاگور بھی خیر بشر کی ساتھہ
محشور ہوگا حشر مین خیر البشر کی ساتھہ

۱۵

تشبیہ حسن یار کو کیا دون قمر کی ساتھہ
وحشت ہی دل کی ساتھہ تو سودا ہی سر کی ساتھہ
آخر اوسی جناب کی امت مین ہم بھی ہین
جانیکو کہہ رہی تھی وہ مجھسی گھڑی گھڑی
صبح فراق دیکھتی ہی ہوش اوڑگئی
آتی نہ کسطرح وہ میری پاس فرط وصل
اسد رجہ نازکی ہی کہ ہر گام پر اونہین
قابو مین دل رہا نہ ٹہکانی رہی حواس
خورشید کب مقابل رخسار یار ہے
آمادہ قتل پر ہی کسی بیگناہ کے
مرہم نمک کا رکھتی ہین پہلو کی زخم پر
ہین عندلیب ہون تو وہ گل باغ حسن ہی

منصور منصور علی شاگرد منشی محمد حسن خان ۱۲

دانتونکی وصف کیون لکھون سلک گہر کی ساتھہ
کیا کیا لگا دی ہین بکھیڑی بشر کی ساتھہ
محشر ہمارا کیون نہو خیر البشر کی ساتھہ
تنگ آکی اوٹھہ کھڑی ہوئی آخر سحر کی ساتھہ
دل نالہ کش ہی نالۂ مرغ سحر کی ساتھہ
نالی دل حزین کی جو ہوتی اثر کی ساتھہ
آتا ہی غش لچکنی مین اپنی کمر کی ساتھہ
کس کس کی آنکھہ پھر گئی اونکی نظر کی ساتھہ
نسبت ہی مہ کو کیا مری رشک قمر کی ساتھہ
آتا ہی آج یار جو تیغ و سپر کی ساتھہ
اچھا سلوک کرتی ہین داغ جگر کی ساتھہ
منصور رات دن ہین اوسی خوش سیر کی ساتھہ

فرقت مین ایک رشک گل نوبہار کی
شمشیر ونکا اوسکی سامنی بچنا محال ہی
تاقبر شور و نالہ ہیکا گرد و پیش تھی
نالی ہماری آپ سی ای غیرت پری
سایہ فگن یون زلف ہی رخسار یار پر
ان مشکبو تکی چشم ہوئی کیسی کم ہی
کسطرح مجکو روکتا دربان یار کا
عنقا وہ بنکی دام سی اوسکی بچی ہی
کفار معرکہ مین ٹہرینگی اب تفنیش

دل نالہ کش ہی نالۂ مرغ سحر کی ساتھ
رکھتا ہی سیف ہاتھ مین قاتل سپر کی ساتھ
اوٹھی ہماری لاش یہ کس کروفر کی ساتھ
زنجیر بنکی لپٹی ہین قندیل در کی ساتھ
ہو ربط جس طرح سی گہن کو قمر کی ساتھ
ہمسر خرونکو کرتی ہین یہ شیر نر کی ساتھ
قاصد مین بن کی جاونگا خود نامہ بر کی ساتھ
اولجھی ہی زلف یار کی کیا کیا کمر کی ساتھ
تیغ حسینی رکھتا ہی قاتل سپر کی ساتھ

خاتمۃ الطبع

خدا تعالی کی صفت کیا بیان ہو زبان سے وہ زبان ہی نہین جو آشنا ہو بیان سی مدعی گذارش حمد و ثنا جو آدمی ہی خدا ہی گواہ ہے کہ اوسکی عقل کی کمی ہے ۔ ایسے ہی نعت مین خیر البشر کی حوصلہ نطق تنگ ہے فکر دور دو حیران عقل ذوفنون دنگ ہے خموشی مین لطف ہے تو گویائیکا دلیل بلاغت ہے اقرار نارسائی کا ۔ اما بعد کج مج زبان